433

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،6۔فروری 2009

تلاوت قرآن پاک،اس کا اردو ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ اوقاف)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال 10-2009 کے لئے اراکین سے پیشگی بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث جاری رہے گی۔

435

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا گیارھواں اجلاس

جمعتہ المبارک،6۔فروری 2009

(یوم الجمع،10۔صفر المظفر 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 12 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

أَفَحَسِبۡتُمۡ أَنَّمَا خَلَقۡنَـٰكُمۡ عَبَثً۬ا وَأَنَّكُمۡ إِلَيۡنَا لَا تُرۡجَعُونَo فَتَعَـٰلَى ٱللَّهُ ٱلۡمَلِكُ ٱلۡحَقُّۖ لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ ٱلۡعَرۡشِ ٱلۡكَرِيمِo وَمَن يَدۡعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَـٰهًا ءَاخَرَ لَا بُرۡهَـٰنَ لَهُ ۥ بِهِۦ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ ۥ عِندَ رَبِّهِۦۤۚ إِنَّهُ ۥ لَا يُفۡلِحُ ٱلۡكَـٰفِرُونَo وَقُل رَّبِّ ٱغۡفِرۡ وَٱرۡحَمۡ وَأَنتَ خَيۡرُ ٱلرَّٲحِمِينَo

سُوۡرَةُ المؤمنون آیات 115تا 118

سو تم کیا خیال رکھتے ہو کہ ہم نے تم کو بنایا ہے کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس پھر نہیں آؤ گے۔ سو بہت برتر ہے اللہ وہ بادشاہ سچا۔ کوئی حاکم نہیں اس کے سوا وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔ جو کوئی پکارے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا حاکم جس کی کوئی سند نہیں اُس کے پاس سو اُس کا حساب ہے اس کے رب کے نزدیک بے شک منکر فلاح نہیں پائیں گے۔ تو کہہ اے رب معاف کر اور رحم فرما اور تو بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

یہ ناز یہ انداز ہمارے نہیں ہوتے
جھولی میں اگر ٹکڑے تمہارے نہیں ہوتے
ملتی نہ اگر بھیک ہمیں آپ کے در سے
اس شان سے منگتوں کے گزارے نہیں ہوتے
ہم جیسے نکموں کو گلے کون لگاتا
سرکار اگر آپ ہمارے نہیں ہوتے
بے دام ہی بک جائیے بازارِ نبی ﷺ میں
اس شان کے سودے میں خسارے نہیں ہوتے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ اوقاف کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

اجلاس کی کارروائی شروع کرنے میں تاخیر

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، خانزادہ صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! کل جب اجلاس ختم ہوا تھا تو آپ نے کہا تھا کہ کل اجلاس 9 بجے شروع ہوگا۔ آپ کے حکم کے مطابق کافی ممبران 9 بجے آ چکے تھے۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ point بار بار دہرایا جا رہا ہے کہ punctuality کا ہم نے خیال کرنا ہے لیکن آج بھی اجلاس ایک گھنٹہ 10 منٹ کی تاخیر سے شروع ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم ہی late آتے ہیں اور ہمارا ہی اجلاس late شروع ہوتا ہے تو باقی لوگ جو ہمارے عوام ہیں، جو ہمیں دیکھ رہے ہیں تو وہ اس سے کیا سبق سیکھیں گے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس ہاؤس میں اسی وقت پر آ جایا کریں۔ ہاؤس میں ممبران ہوں یا نہ ہوں لیکن آپ آ جایا کریں تاکہ ہاؤس وقت پر شروع ہو جایا کرے۔

جناب سپیکر: خانزادہ صاحب! آپ کی بات بہت اچھی ہے۔ میں اکیلا ہی یہاں پر بیٹھا رہوں تو کیا آپ کو یہ اچھا لگے گا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ اکیلے نہیں ہوں گے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: آپ اکیلے نہیں ہوں گے۔ ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔

جناب سپیکر: میں وزیر قانون صاحب سے خصوصی طور پر کہوں گا کہ اس چیز کا خیال رکھیں کہ آپ کے پارلیمانی سیکرٹری صاحبان ہیں اور سٹینڈنگ کمیٹیوں کے چیئرمین حضرات ہیں۔ آپ کی ماشاء اللہ ایک مکمل ٹیم ہے۔ اب میرے خیال میں ان کو احساس ہونا چاہئے۔ وزیر قانون اس سلسلہ میں تھوڑی سی وضاحت فرمادیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم خانزادہ صاحب کی کیونکہ back ground آرمی سے ہے اس لئے یہ اسی قسم کا discipline بھی یہاں پر دیکھنا چاہتے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! دراصل بات یہ ہے کہ جن لوگوں میں بہت discipline ہے اور جن لوگوں نے اپنی زندگی کا آغاز discipline سے کیا ہو تو پھر آخر میں آکر discipline کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ انھوں نے بات کی ہے اور میں جواب دینے کے لئے کھڑا ہوا ہوں تو اس میں بھی انھوں نے مداخلت کرنا شروع کر دی ہے۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس ہاؤس میں جتنے بھی صاحبان بیٹھے ہیں، چاہے ان کا تعلق اپوزیشن سے ہے یا حکومتی بنچوں سے ہے یہ تمام کے تمام لوگ سیاستدان ہیں۔ انھوں نے الیکشن لڑے ہیں، لوگوں کے مسائل ہوتے ہیں، لوگ اپنے مسائل لے کر صبح سویرے ان کے گھروں اور دفتروں میں کھڑے ہو جاتے ہیں اس لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم ہر چیز کو روند کر آگے بڑھ جائیں۔ ان لوگوں کو اپنے گھر یا دفتر میں آئے ہوئے لوگوں کا خیال کرنا ہوتا ہے، ان کی بات سننی ہوتی ہے اس لئے وقت کا وہ discipline جو کسی Army unit میں ہوتا ہے یا otherwise ہوتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک سیاستدان کے لئے ممکن نہیں ہوتا۔ آپ اس بات کو بھی manage نہیں کر سکتے کہ آپ کے گھر پر اس قسم کی guard بٹھا دی جائے جو کسی کو آپ کے گھر اور دفتر کے نزدیک نہ آنے دے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے کہ اس timing میں تھوڑی بہت

15 / 10 یا 20 منٹ کی تاخیر ہو جاتی ہے لیکن اس بات کو اس انداز سے کرنا کہ جس سے سیاستدانوں کی یا اسمبلی ممبران کی تضحیک ہو یا ان کے متعلق یہ تاثر ابھارا جائے کہ یہ لوگ serious نہیں ہیں اور یہ وقت کے پابند نہیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں اگر کوئی بہتری ہوئی ہے تو پھر ایسے لوگوں کی وجہ سے ہوئی ہے جو لوگ ساری زندگی left right کرتے رہے اور discipline میں رہے۔ انھوں نے جو اس ملک اور قوم کے ساتھ کیا ہے وہ بھی سب کے سامنے ہے۔

جناب سپیکر: ایسی بات کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: میں نے کہا ہے کہ اگر 9 بجے اجلاس کا وقت مقرر کیا گیا ہے تو 9 بجے کا مطلب 9 بجے ہی ہے۔ انھوں نے غلط بات کی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے، میں سمجھ گیا ہوں۔ اب اس بارے میں ہم سب کو احتیاط کرنی چاہئے۔ وقت کی پابندی یقیناً اچھی بات ہے، یہ کوئی بُری بات نہیں ہے۔ رانا صاحب! آپ اس میں میرے ساتھ تھوڑا سا تعاون فرمائیں، میں سمجھتا ہوں کہ آپ سمجھدار ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں ہاؤس کے ممبران اور آپ کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ ہم بھرپور تعاون کریں گے لیکن اس بات کو اس انداز سے نہ کیا جائے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! خانزادہ صاحب نے صحیح بات کی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب بڑی دیر سے پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں اور میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ کے سوالات ہیں اور میں نے 11 بج کر 22 منٹ پر وقفہ سوالات ختم کر دینا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم انھوں نے لیا ہے یا آپ نے ان کو ٹائم دیا ہے۔

ڈیرہ غازی خان میں ماتمی جلوس پر خودکش حملہ کے خلاف مشترکہ قرارداد مذمت پاس کرنے کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ڈیرہ غازی خان میں جو دھماکہ ہوا ہے۔ اس کی بات کرنا اگر نامناسب ہے تو میں چپ کر کے بیٹھ جاتا ہوں۔ یہ serious issue ہے اور اتنا بڑا issue ہے کہ اس کے لئے آپ وقت دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم 9 اور 10 کی بات کر رہے ہیں۔ جب آپ پچھلی دفعہ 9 بجے اجلاس کی کارروائی شروع کر دیتے تھے تو تین بندوں کے ساتھ بھی اجلاس شروع ہو جاتا تھا۔ اس پر تو ہم دس منٹ سے بحث کر رہے ہیں اور بدقسمتی سے ایک serious issue ڈیرہ غازی خان میں ہوا ہے میں اس کو ہاؤس کے سامنے لانا چاہتا تھا اور وزیر قانون صاحب سے گزارش کرنا چاہتا تھا کہ ہم ایک مشترکہ قرارداد مذمت لائیں اور اس چیز کو واضح کریں کہ جو دہشتگرد ہیں وہ ہمارے حوصلے پست نہیں کر سکیں گے۔ ان چیزوں کے ساتھ ہمارے حوصلے پست نہیں ہوں گے۔ اگر ماتمی جلوس میں دھماکہ کر کے اور مذہبی انتشار پیدا کر کے کوئی شیعہ سنی فسادات کرانا چاہتا ہے تو ہم ان کے اس trap میں نہیں پھنسیں گے۔

جناب والا! کل جو واقعہ ہوا ہے اس میں سب سے serious چیز یہ ہے کہ سکیورٹی کے انتظامات بہت زیادہ خراب تھے۔ میں لوگوں سے ٹیلیفون پر یہ پتا کرتا رہا۔ وہ ماتمی جلوس 300/350 لوگوں کا تھا اور صرف تین A.S.Is ان کی حفاظت کے لئے تعینات تھے۔ محرم کے دوران جب حکومت نے انتظامات کئے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا اور پورے صوبے کے اندر کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ اس وقت کی انتظامیہ relax تھی جس نے اس کو سنجیدہ نہیں لیا اور یہ واقعہ پیش آیا۔ اگر سو لوگ بھی اس جلوس کے ساتھ ہوتے تو ضروری نہیں تھا کہ وہ رُک جاتا لیکن جیسے امتحانوں میں ہوتا تھا کہ اگر ہم نے اس کا method follow کیا ہے تو اس کے بھی کچھ نمبر مل جاتے ہیں لیکن اس کیس میں تو method بھی follow نہیں کیا گیا، وہ انتظامات نہیں کئے گئے جو کرنے چاہئیں تھے۔ میں نے ٹی وی پر clip دیکھا ہے کہ ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے جس میں لاء منسٹر صاحب اور دوست محمد کھوسہ صاحب ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ جو لوگ اس کے لئے accountable ہوں، جن لوگوں کی یہ ذمہ داری تھی ان کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے اور ان کو مثالی سزائیں دی جائیں تاکہ آئندہ ایسے واقعات پیش نہ ہوں۔ اس حادثے کے بعد کی جو management ہے اس کے اندر بھی بہت زیادہ کمیاں اور کوتاہیاں سامنے آئی ہیں لیکن وہاں پر ایک ادارہ جو کام کر رہا تھا وہ 1122 ریسکیو والے لوگ

تھے جن کو میں خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا۔ چاہے گکھڑ پلازہ والا حادثہ ہے یا اس قسم کا صوبے میں کہیں بھی واقعہ پیش آیا ہے تو ان well trained نوجوانوں نے بہت اچھا کام کیا ہے اور ہمیں ان کو appreciate کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم لغاری صاحب نے جس افسوسناک واقعہ کے متعلق اس معزز ایوان کی توجہ مبذول کروائی ہے وہ کل تقریباً ساڑھے چھ بجے چہلم کے سلسلے میں جلوس تھا جس میں انہوں نے درست فرمایا کہ کوئی تین چار سو کے قریب لوگ تھے۔ جب یہ جلوس لاری اڈا چوک ڈیرہ غازی خان پہنچا تو وہاں پر خودکش بمبار نے اپنے آپ کو explode کیا جس کے نتیجے میں اب تک کی latest information کے متعلق میں ہاؤس کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ اب تک 31 قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں اور 48 کے قریب لوگ زخمی ہیں جن میں سے 10 کی حالت serious ہے اور ان میں سے پانچ کو ملتان ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا ہے۔ آج اڑھائی بجے ان کی اجتماعی نماز جنازہ گورنمنٹ ہائی سکول نمبر 1 ڈیرہ غازی خان میں رکھی گئی ہے۔ اگر جنازہ ہو چکا ہوتا تو ان کے لئے دعائے مغفرت کی جاتی بہر حال کل ہو جائے گی۔ جہاں تک انہوں نے قرارداد پیش کرنے کا ذکر کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ لغاری صاحب کا تعلق بھی اسی ضلع سے ہے تو ان کے ساتھ شوکت بسرا صاحب اور ہماری طرف سے چوہدری عبدالغفور صاحب تینوں دوست اس سلسلے میں قرارداد draft کر لیں جسے ہم مشترکہ طور پر move کر لیں گے تاکہ وہاں پر جو لوگ ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں ان کے دکھ درد میں یکجہتی اور شرکت کا انہیں احساس دلا سکیں۔ باقی جہاں تک مالی امداد کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کا کوئی ازالہ تو نہیں ہے لیکن پھر بھی ان کو احساس دلانے والی بات ہے کہ حکومت ان کے دکھوں میں برابر کی شریک ہے۔ مالی امداد کا اعلان کر دیا گیا ہے جو ان کے لواحقین کو پہنچا دی جائے گی۔ جس طرح لغاری صاحب نے کہا کہ وہاں پر security arrangements مناسب نہیں تھے اور دوسرا لوگ جب ہسپتال میں گئے ہیں تو وہاں پر بھی شکایات آئی ہیں کہ مریضوں کو صحیح طور پر handle نہیں کیا گیا۔ دونوں واقعات کا حکومت علیحدہ سے جائزہ لے رہی ہے اور انکوائری کروائے گی۔ اگر اس میں کوئی ذمہ دار پایا گیا تو اس کے خلاف تادیبی کارروائی ہو گی لیکن سر دست ہماری tension اس طرف ہے کہ وہاں پر جو لوگ ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں ان کے لواحقین کی مدد کی جائے، جو لوگ زخمی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے تو اس سے

متعلق ہماری top priority ہے۔ باقی جہاں جہاں پر کمی identify ہوئی ہے اس کا بھی جائزہ لیا جائے گا۔ اس واقعہ میں خود کش بمبار کا دھڑ اور سر بھی مل گیا ہے اس پر متعلقہ ادارے اپنی identification اور examination کر رہے ہیں اور ہمیں بھی کچھ clue ملے ہیں، جو آدمی مبینہ طور پر اُس خود کش کو drop کر کے گیا ہے اس کی بھی کچھ leads ملی ہیں جس پر law enforcing agencies پوری طرح سے کام کر رہی ہیں۔ جس طرح بھکر کا incident trace out ہوا، لاہور کے incidents trace ہوئے، انشاء اللہ تعالیٰ اس واقعہ میں بھی ملزمان تک law enforcing agencies پہنچیں گی۔ بہت شکریہ

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں اس موضوع پر تھوڑی سی اور بات کرنا چاہوں گا۔ لاء منسٹر صاحب کا بہت شکریہ کہ انہوں نے اس issue کی وضاحت کر دی اور تھوڑے ٹائم میں ہی actions شروع ہو چکے ہیں جس پر ہم ان کو سراہتے ہیں۔ میں لاء منسٹر صاحب سے مزید گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ مجھے نہیں پتا کہ چہلم کے جلوسوں کے route پہلے سے طے شدہ ہوتے ہیں یا نہیں لیکن محرم کے جلوسوں کے route پہلے سے طے ہوتے ہیں اور ضلعی حکومتوں کو routes کا علم ہوتا ہے۔ multiple issues پر multiple inquiries ہونی چاہئیں۔ پنجاب حکومت اس پر پہلا قدم یہ اٹھائے کہ زخمیوں کی نگہداشت بھی کی جائے لیکن ساتھ ساتھ ہمیں عملے کو بھی دیکھنا ہے کہ کیا یہ route determine تھا، اجازت کے ساتھ یہ جلوس ہوا اور اس کے along the route پولیس والے کتنے تعینات تھے کیونکہ میں نے سنا ہے کہ صرف تین لوگ تھے۔ جب اس قسم کے کوئی جلوس جاتے ہیں تو ان کے لئے کیا سکیورٹی کے طریقوں کو follow کیا گیا ہے؟ محرم کے جلوسوں کے security procedures تو انگریز بہادر کے وقت سے چل رہے ہیں جن کو آہستہ آہستہ حکومت پاکستان نے بہتر بھی کیا ہے۔ میں گزارش یہ کروں گا کہ دو تین جو مختلف پہلو ہیں ان سب پر inquiries کی جائیں تاکہ اس طرح کے واقعات جب ہوتے ہیں تو ہماری اپنی حکومت کی طرف سے کوئی کوتاہیاں نہ ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: اب میرے خیال میں ہم ایجنڈے کی طرف چلتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہراج صاحب نے جو فرمایا ہے اس سلسلے میں جو کارروائی ہو گی بالکل ان چیزوں کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا بلکہ انکوائری رپورٹ بھی اس ہاؤس میں پیش کریں گے۔ یہاں پر حزب اختلاف کے دوست بیٹھے ہیں تو گورنمنٹ کی جانب سے ان کے

لئے کھلی offer ہے کہ قائد حزب اختلاف اپنے کسی ممبر کو بے شک نامزد کر دیں جو ٹیم وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس سارے معاملے کا جائزہ لینے کے لئے بنائی ہے تو ہمیں بڑی خوشی ہو گی کہ وہ ہمارے ساتھ آئیں اور مل کر ان تمام چیزوں کو دیکھا جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں محسن خان لغاری صاحب آپ کے ساتھ بہتر رہیں گے کیونکہ یہ ان کا ضلع بھی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تو قائد حزب اختلاف پر depend ہے کہ وہ جس کو چاہیں اس کمیٹی میں شامل کر دیں اس سے ہمیں بڑی خوشی ہو گی۔ان کے ساتھ اس سارے معاملے کی انکوائری کرنا اور input لینا ہمارے لئے باعث مدد ہو گی۔

جناب محمد اخلاق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کل ایک اہم واقعہ جو اخبار میں آیا ہے اس کے بارے میں ایوان کی توجہ چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سیالکوٹ میں سابق وزیر کے بیٹے کا نشے میں دھت ہو کر تین افراد کو قتل کرنا

جناب محمد اخلاق: جناب سپیکر! سیالکوٹ میں تین ماہ قبل ایک واقعہ ہوا تھا جس میں بلال چیمہ نام کا لڑکا جو کہ اٹک کے ناظم میجر طاہر صادق کا داماد ہے، سابق صوبائی وزیر اجمل چیمہ کا بیٹا ہے اور ضلع ناظم سیالکوٹ کا وہ بھتیجا ہے اس نے تین ماہ قبل رات کو نشے میں دھت تین ہیجڑوں کے ساتھ۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ کسی طریقے اور ضابطے کے مطابق چلیں۔ اس حوالے سے آپ کوئی تحریک لائیں لیکن یہ تو میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔

جناب محمد اخلاق: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم نوعیت کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اخلاق: جناب سپیکر! اس کیس میں اگلے دن اس نے تین قتل کئے ہیں اور قتل کرنے کے بعد وہ پاکستان سے فرار ہو گیا ہے۔ جب پولیس نے اپنی طرف سے یہ انکوائری کی ہے تو ان کو بہت سارے شواہد مل گئے ہیں کہ یہ قتل بلال چیمہ نے کیا ہے لیکن کل 4۔ فروری کو ضلع ناظم سیالکوٹ اکمل چیمہ

نے ایک اجلاس بلا کر یہ show کیا ہے کہ مسلم لیگ (ن) ہمیں سیاسی طور پر victimize کرنا چاہتی ہے اور اس جھوٹے مقدمے میں ملوث کر رہی ہے۔ میں یہ آپ سے درخواست کروں گا کہ میڈیا کی موجودگی میں اس کیس کی باقاعدہ انکوائری کی جائے۔ ایوان میں ایک کمیٹی تشکیل دی جائے اور آپ اس کمیٹی کے سربراہ ضرور اپوزیشن کے لیڈر لیں۔ یہ clear ہونا چاہئے کہ اس کیس کی اصل حقیقت کیا ہے؟ اگر ضلع ناظم نے جھوٹی خبر اور جھوٹا اجلاس بلا کر ایک قرارداد پاس کروائی ہے تو اس بارے میں اس کے خلاف disciplinary action لیا جائے تاکہ یہ جو روایت بن گئی ہے کہ یہ ہر معاملہ مسلم لیگ (ن) پر ڈال رہے ہیں آئندہ یہ ختم ہو سکے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے تین ہیجڑوں کو قتل کرنے کی بات کی ہے تو یہ بات اس وقت بھی اخبارات کی زینت بنی تھی اور اس کے بعد انکوائری میں بھی یہ بات بالکل سامنے آ گئی ہے کہ سیالکوٹ میں چیمہ فیملی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران وہاں پر بڑے ظلم اور زیادتیاں کی ہیں اور اس قسم کے معاملات میں ملوث تھے اور آپ کو یاد ہو گا کہ ایک حساس ادارے کے آفیسر کو بھی اس وقت انہوں نے اسی طرح سے مارا تھا اور فائرنگ کی تھی اور اس وقت بھی ان کے لئے بڑی مشکل بنی تھی۔ اب بات یہ ہے کہ ان کے جرائم اور کالے کرتوتوں کے اوپر ہاتھ ڈالا جاتا ہے تو پھر یہ بھاگتے پھرتے ہیں اور پھر کبھی کسی سے ملاقات کرتے ہیں اور کبھی کسی سے ملاقات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری victimization ہو رہی ہے۔ اب چونکہ یہ معاملہ معزز ایوان میں فاضل ممبر نے اٹھایا ہے تو آپ مجھے ایک دن کا ٹائم دے دیں۔ میرا خیال ہے کہ میں Monday کو اس سلسلے میں مکمل انکوائری رپورٹ اور اس مقدمے کے حقائق پر مبنی صورتحال اس ایوان کے سامنے رکھ دوں گا۔ اس کے بعد اگر ایوان اس پر کمیٹی بنانا چاہے تو کمیٹی بنا دے یا کوئی اور direction دینا چاہے تو وہ direction دے دے۔

سوالات (محکمہ اوقاف)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ پہلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں۔ لہذا یہ dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی انہی کا ہے تو یہ بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں نصیر صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 282 ہے۔

ضلع لاہور میں محکمہ اوقاف کی اراضی ودیگر تفصیلات

*282: میاں نصیر احمد: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں مختلف مقامات پر محکمہ اوقاف کی اراضی سے متعلق مکمل فہرست ایوان میں پیش کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف کی اراضی مختلف لوگوں کو الاٹ یا لیز پر دی جاتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ اوقاف کی زمینوں کی دیکھ بھال کے لئے محکمے میں ایک علیحدہ ڈیپارٹمنٹ / ونگ موجود ہے، 2002 سے 2007 تک اس ڈیپارٹمنٹ / ونگ میں کام کرنے والے افسران و اہلکاران کے ناموں اور عہدوں کی تفصیل ایوان کو فراہم کی جائے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ اوقاف کی زمینوں پر محکمہ کے عملہ کی ملی بھگت سے ناجائز قبضے کروائے جاتے رہے ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کے افسران واہلکاران زمینوں کی الاٹمنٹ یا لیز پر دینے کے کاروبار میں ملوث ہیں، 2002 سے 2007 تک الاٹ یا لیز ہونے والی زمینوں سے متعلق تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(و) اگر جز (د) کا جواب اثبات میں ہے تو اس سے متعلق تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے کہ کہاں کہاں ناجائز قبضے ہوئے ہیں نیز کیا محکمہ ان زمینوں کو واگزار کرانے کا ارادہ رکھتا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ز) اگر جز(ہ) کا جواب اثبات میں ہے تو محکمے کو نقصان پہنچانے والے افسران واہلکاران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے نیز بدعنوان عناصر سے متعلق تفصیل ایوان کو فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان):

(الف) ضلع لاہور میں مختلف مقامات پر محکمہ اوقاف کی اراضی سے متعلق مکمل فہرست بر نشان (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ اوقاف کے زیر تحویل وقف اراضیات برائے کاشت بعد از مشتہری و منادی بذریعہ نیلام عام سالانہ پٹہ پر دی جاتی ہیں جبکہ کمرشل مقاصد کے لئے بھی اراضی بعد از وسیع مشتہری بذریعہ اخبار گڈول سکیم کے تحت لیز/کرایہ پر دی جاتی ہے جس کے کرایہ میں ہر تین سال بعد 25 فیصد اضافہ ہوتا ہے۔

(ج) محکمہ اوقاف کی زمینوں کی دیکھ بھال کے لئے ضلعی سطح پر منیجر اوقاف تعینات ہیں۔ زونل سطح پر زونل ایڈمنسٹریٹرز تعینات ہیں جبکہ صدر دفتر میں ایک شعبہ اسٹیٹ موجود ہے جو جملہ وقف اراضیات کا ریکارڈ مرتب کرتا ہے۔ شعبہ اسٹیٹ میں سال 2002 سے 2007 تک کام کرنے والے افسران /اہلکاران کی تفصیل بر نشان (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اگر کسی وقف اراضی پر لینڈ مافیا ناجائز قبضہ کرنے کی کوشش کرتا ہے تو فوری طور پر ضلعی انتظامیہ /پولیس کی مدد سے ناجائز قبضہ ختم کروایا جاتا ہے۔ حال ہی میں ضلعی انتظامیہ /پولیس کے تعاون سے موضع بھوبتیاں رائے ونڈ روڈ اور موضع ہنجروال ملتان روڈ میں ناجائز قبضے ختم کروائے گئے ہیں۔

(ہ) محکمہ اوقاف کا کوئی افسر یا اہلکار اراضیات کی الاٹمنٹ یا لیز پر دینے کے کاروبار میں ملوث نہ ہے۔ محکمانہ پالیسی کے مطابق وقف اراضیات بعد از وسیع مشتہری و منادی محکمانہ نیلام کمیٹی کے زیر نگرانی سالانہ پٹہ پر دی جاتی ہے جبکہ کمرشل مقاصد کے لئے بعد از وسیع تر مشتہری و منادی بذریعہ اخبار محکمانہ نیلام کمیٹی کے زیر نگرانی گڈول سکیم کے تحت پٹہ /کرایہ پر دی جاتی ہیں جن کے کرایہ میں ہر تین سال بعد 25 فیصد اضافہ کیا جاتا ہے تفصیل بر نشان (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) محکمہ کا کوئی افسر /اہلکار ناجائز قبضے کروانے میں ملوث نہ ہے۔

(ز) اس کا جواب جز(ہ) میں دیا جا چکا ہے۔

میاں نصیر احمد: میں نے اس سوال کے جز(د) اور(ہ) میں پوچھا تھا کہ بعض جگہوں کی الاٹمنٹ محکمہ کی ملی بھگت سے ہوتی ہے اور اس میں مالی اور انتظامی بے ضابطگیوں کے حوالے سے پچھلے آٹھ دس سال کے اندر اس ڈیپارٹمنٹ کا کوئی آدمی اس میں ملوث ہے یا نہیں؟ میں آپ کے توسط سے اس محکمہ کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بڑا اچھا جواب دیا ہے کہ اس ڈیپارٹمنٹ میں کوئی آدمی کسی قسم کی کرپشن میں ملوث نہیں۔

جناب سپیکر! میرا یہاں پر ایک ضمنی سوال بنتا ہے کہ انہوں نے محکمہ کی مجھے ایک لسٹ دی ہے جس میں ڈپٹی ڈائریکٹر اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے آگے لفظ ریٹائرڈ لکھا ہوا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ریٹائرڈ ہو چکے ہیں یا یہ ریٹائرڈ ہونے کے بعد کام کرتے رہے ہیں، اس کی تفصیل بتادیں کہ یہ ریٹائرڈ ہو چکے ہیں اس لئے ریٹائرڈ لکھا ہوا ہے کہ ریٹائرڈ ہونے کے بعد پانچ سال کام کرتے رہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف(جناب افتخار احمد خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ ریٹائرڈ ہو چکے ہیں اور کام نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتایا ہے کہ وہ ریٹائرڈ ہو چکے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! کیا یہ 2007 کے بعد ریٹائرڈ ہوئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف(جناب افتخار احمد خان): اس کی تفصیل کے لئے آپ نیا سوال جمع کرادیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! نئے سوال کی بات نہیں ہے بلکہ میں اسی سوال کے ضمن میں تفصیل پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آج پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا پہلا دن ہے اور انہیں آج ہی یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ بہر حال آپ کوشش کریں کہ میاں صاحب کو مطمئن کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف(جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! آج ہی صبح صبح مجھے یہ فریضہ سونپا گیا ہے۔ یہ آدمی 2005 میں ریٹائرڈ ہوئے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال 282 کے جز (ہ) میں انہوں نے جگہ کی الاٹمنٹ بتائی ہے کہ ایک تو سکول کو ہوئی ہے تو وہ بھی ٹھیک ہے اور ایک واپڈا گرڈ سٹیشن کو دی ہے لیکن اس میں 11 پٹرول پمپس کو بھی جگہ دی گئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کن ہستیوں کو 11 پٹرول پمپس کے لئے جگہ الاٹ کی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! اس حوالے سے تفصیل on table ہے اسے ملاحظہ کر لیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ چونکہ بلوچ صاحب کا آج پہلا دن ہے اور اگر آج وہ جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں ہیں تو اس سوال کو pending کر لیں تاکہ اس کی تفصیل آئندہ سیشن میں آ جائے کیونکہ یہ بڑا اہم سوال ہے اور 11 پٹرول پمپس اور سی این جی سٹیشن کے لئے جگہ بھی دی گئی ہے اور ڈائریکٹرز کے حوالے سے بھی کافی مسائل ہیں اور آگے اور بھی پیچیدہ قسم کے سوال بنتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس کو pending کر دیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! یہ اپنے سوال کا جز (الف) پڑھیں کیا لکھا ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے سوال میں یہ پوچھا تھا کہ یہ جگہ کن کو الاٹ کی گئی ہے تو اس کے جواب میں ہے کہ تین پمپ ایک ہیں، دو پمپ ایک ہیں اور تین سی این جی سٹیشن ہیں تو پمپ کے نام سے تو زمین نہیں دی گئی بلکہ وہ کسی نہ کسی آدمی کے نام پر ہی دی گئی ہے تو میں نے ان کے نام پوچھے ہیں جو یہ بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! میں محکمہ سے جواب لے کر اس ایوان میں پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: اس کو pending کر دیں پھر؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! میں پڑھ دیتا ہوں کہ اس میں لکھا ہوا ہے کہ دربار حضرت شیر شاہ ولی 26 کنال پانچ مرلے ہے، یہ برائے تنصیب 132KV گرڈ سٹیشن واپڈا کے حق میں الاٹ ہوا ہے۔ اس کے بعد یہ تکیہ الٰہی شاہ چوہنگ ملتان روڈ برائے تنصیب

تین عدد پٹرول پمپس 12 کنال جگہ ہے۔اس کے بعد تکیہ سائیں الہ دین چار کنال ہے جو برائے تنصیب پٹرول پمپس ہے، اس کے بعد مسجد باہر والی ہنجروال تو یہ 8 کنال ہے برائے تنصیب دو عدد پٹرول پمپس۔ بو علی قلندر باگڑیاں یہ 12 کنال 14 مرلے ہے برائے تعمیر ٹرسٹ سکول باگڑیاں لاہور۔اس کے علاوہ درس بڑے میاں بند روڈ لاہور 20 کنال برائے تنصیب پانچ عدد پٹرول پمپس سی این جی۔مزید تفصیلات پوچھنا چاہیں تو اس کے لئے الگ سوال کر دیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ غلط پڑھ رہے ہیں۔یہ الگ ہے اور اگلے صفحے پر جائیں گے تو یہاں پر صرف 11 پٹرول پمپس کی تفصیل دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان):اس کے لئے الگ سوال کر دیں، تمام تفصیلات دے دی جائیں گی۔جگہ کا تو بتا دیا گیا ہے مزید یہ کچھ تفصیل چاہتے ہیں تو پھر نیا سوال دیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! مجھے جو جواب میں بتایا گیا ہے کہ پٹرول پمپس کو جگہ دی گئی ہے تو میں نے صرف یہ پوچھا ہے کہ پمپ کے لئے جگہ کسی نہ کسی آدمی یا ذات کے نام الاٹ کی گئی ہے تو اس کی تفصیل بتا دیں۔اگر بتانے کی پوزیشن میں نہیں ہیں تو اس کو pending کر دیں اور اگلے سیشن میں بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر!اس سوال میں میرے بھائی نے نام کا تو پوچھا ہی نہیں ہے اس لئے یہ نیا سوال کر دیں تو ہم اس کا جواب دے دیں گے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نیا سوال کر دیں۔۔۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! نئے سوال کا تو مسئلہ ہی نہیں ہے۔ نیا سوال بنتا ہی نہیں ہے کیونکہ انہوں نے جگہ دی ہے تو میں نے ایک سوال پوچھا ہے کہ وہ جگہ انہوں نے کسے دی ہے؟اس میں نئے سوال کا تو کوئی تعلق نہیں ہے۔ چونکہ بلوچ صاحب کا آج پہلا دن ہے اس لئے اس سوال کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!انہوں نے جواب تو پورا دے دیا ہے اور پتا نہیں آپ کیا چاہتے ہیں؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس سوال تک ابھی پہنچے نہیں ہیں، وہ جو پڑھ رہے ہیں یہ اور کوئی سوال ہے۔

جناب سپیکر: کون سا انہوں نے پڑھا ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اسے pending فرما دیں تاکہ یہ تفصیل سے آئندہ سیشن میں اس کا جواب دے دیں۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ محکمہ اوقاف کے تمام افسران مقدس گائے ہیں اور دوسری طرف دیکھیں کہ پٹرول پمپ کے لئے اس طریقے سے جگہ الاٹ کر رہے ہیں کہ انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ کس شخص کے نام جگہ الاٹ ہوئی ہے اور پٹرول پمپ کا مالک کون ہے؟ ایسے ہی انہوں نے جگہ دے دی ہے اور دوسری طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ کرپشن نہیں کرتے اور یہ کرپشن میں ملوث نہیں ہیں۔ یہ قبضہ گروپ اور قبضہ مافیا کو support نہیں کرتے۔ ان کا اپنا بیان ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اسے pending کیا جائے اور اس کا جواب وضاحت سے آنا چاہئے تاکہ پتا چل سکے کہ وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے پٹرول پمپس کے لئے محکمہ اوقاف کی جگہ ہتھیائی ہے اور کن شرائط پر ان لوگوں کو جگہ دی گئی ہے؟ اس کی تفصیل آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ نے ضمنی سوال بہت لمبا کر دیا ہے وہ کس طرح جواب دیں گے؟ اسے short کر دیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس سوال کو pending فرما دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کو وہ مطمئن کر رہے ہیں، تھوڑا انتظار کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! اگر وہ مطمئن نہیں ہو رہے ہیں تو پھر اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، اب وہ بھی کہہ رہے ہیں تو اس کو pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں وزیر قانون کو کہوں گی کہ محکموں کو ہدایت کریں کہ اس قسم کے جواب نہ بھیجیں کہ "لکھے موسیٰ پڑھے خدا" تو خدا کے لئے ہم اتنا session کرتے ہیں، اس پر اتنے پیسے لگائے جاتے ہیں اور ہم پر قوم امیدیں لگا کر بیٹھی ہوئی ہے۔ کچھ محکموں کی کارکردگی بہتر کی جائے۔

چوہدری عبداللہ یوسف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

چوہدری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! جیسا آپ نے فرمایا کہ آج ان کا پہلا دن ہے۔ یہ 35 پارلیمانی سیکرٹریز بھرتی ہوئے ہیں تو یہ پہلے role model ہیں۔ میں ان سے یہی عرض کروں گا کہ 35 مزید بھرتی کر لیں۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ ٹھیک نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! عبداللہ یوسف صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ ہمارے جو پارلیمانی سیکرٹریز صاحبان ہیں ان کے تقرر کے بعد پہلا روز ہے کہ وہ سوالات کے جوابات دے رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس میں پورے competent ہو جائیں گے۔ ان کو وہ وقت یاد رکھنا چاہئے جو پانچ سال تک ان کے وزیروں کے ساتھ جو کچھ ہوتا رہا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، تشریف رکھیں۔ اب جواب الجواب کی ضرورت نہیں ہے، پلیز! تشریف رکھیں۔ مجھے ابھی پتا چلا ہے کہ ان کو ساڑھے آٹھ بجے یہ charge ملا ہے۔ جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ چونکہ منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں، پارلیمانی سیکرٹری نئے بنے ہیں اور آج ان کے جواب دینے کا پہلا دن ہے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ اس میں بہت اہم سوالات بھی ہیں، ان کی بھی تیاری ہونی چاہئے۔ آپ اس کو pending کر دیں اور منسٹر صاحب کو خود آنے دیں۔ اگر ہر سوال کا ایسے ہی ہاؤس میں مذاق بنتا رہے گا تو وقت ضائع ہوگا۔ مہربانی کریں آج پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو پریشان نہ کریں، اوقاف کے تمام سوالات کو pending کر دیں، منسٹر صاحب آ کر خود جواب دیں گے۔

جناب سپیکر: ہم نے ایک سوال pending کیا ہے۔ اگلا سوال جناب وسیم قادر کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی جناب وسیم قادر کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات کا ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! Kindly یہ سوال pending فرمادیں انہوں نے مجھے کہا تھا۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو درخواست کی تھی؟

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جی، ہاں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سوال چونکہ on her behalf take up کیا جاسکتا ہے۔ یہ اس طرح سے pending نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کی provision موجود ہے۔ اگر یہ اس کو take up کرنا چاہتی ہیں تو یہ on her behalf سوال کا نمبر پکار دیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں محترمہ! اس کو on her behalf بھی کیا جاسکتا ہے، اس کو pending کیسے کریں گے؟ انہوں نے مجھے تو لکھ کر نہیں بھیجا۔ یہ ہاؤس کی property ہے، آپ اس پر ضمنی سوالات بھی کر سکتے ہیں۔ آپ اس پر questions کر لیں ورنہ میں اس کو dispose of کروں گا۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ اس ہاؤس میں بہت سے وزراء اور ایم پی اے حضرات بھی اپنے سوال، Adjournment Motions اور تحاریک بھی pending کراتے چلے آئے ہیں اور ہمیشہ جو بھی Chair کر رہا ہوتا تھا اس نے اس درخواست کو منظور کیا تھا۔ لہذا اگر محترمہ اپنی کسی مجبوری کی وجہ سے تشریف نہیں لا سکیں تو kindly آپ تھوڑا سا اپوزیشن کے ممبران کو بھی کبھی favour کر دیا کریں، آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ایسا کر لیں کہ اس سے متعلقہ سوال آپ ضرور کر لیں یہ آپ کا حق ہے اور یہ ہاؤس کی property بن چکا ہے۔ یہ تحریک استحقاق ہے اور نہ ہی تحریک التواء ہے یا اس کو dispose of ہونے دیں یا ضمنی سوال پوچھیں، نہیں تو پھر اس کو dispose of کیا جائے گا۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب! On her behalf سوال نمبر 936۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ تو نکل گیا ہے۔ اب dispose of ہو گیا ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب! آپ نے pending نہیں کیا ہے اور اس میں غلط جواب ہے۔اس میں70کنال کا گھپلا ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات سنیںAn order has been passed my dearآپ تشریف رکھیں،اگر آپ پہلے بولتے تو ٹھیک تھا۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی کہا تھااور اس سوال میں غلط جواب آیا ہے میں ہاؤس میں تحریک استحقاق پیش کروں گا۔ جواب میں دو کنال کا رقبہ لکھا ہے جبکہ 72کنال جگہ ہے اور 70کنال کا گھپلا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس وقت کیوں نہیں بولے ؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میں بول رہا ہوں۔ میں تو گھنٹہ گھنٹہ کھڑا رہتا ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں! یہ سارا ہاؤس سن رہا ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! سب سے پہلے میں کھڑا ہوا ہوں، یہ میرے گواہ ہیں اور اس کے بعد وہ محترمہ کھڑی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: اب میںdispose ofکر چکا ہوں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!70کنال گھپلا ہوا ہے، آپ اسے کیوںdispose ofکر رہے ہیں؟ مہربانی کریں۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب! آپ سمجھ دار ہیں، میں کیا کروں؟ میں نے تین دفعہ پوچھا ہے on her behalfاس وقت تو آپ بولے ہی نہیں۔

جناب احمد خان بلوچ: رانا صاحب! آپ اس طرف دیکھتے ہی نہیں، آپ ایسا نہ کریں۔

جناب سپیکر: میرے بھائی آپ ریکارڈ دیکھ لیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب! اس کو پھرpendingکر دیں۔

جناب سپیکر: یہ pending کس طرح ہو سکتا ہے؟ pending کی conditions کچھ اور ہیں۔ آپ مہربانی کریں، اب dispose of ہو گیا ہے، اب ضمنی سوال کیسے ہو گا؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب! آپ کی مرضی ہے، یہ 70 کنال شہر کا رقبہ ہے۔ آپ ہاؤس میں سوال بھی نہیں کرنے دیتے۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب! میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔ I am sorry اگر آپ نے یہ بات کی ہے I could not listen لیکن میں نے اپنی بہن سے یہ تین دفعہ بات کی ہے اور میں نے بار بار یہ بات کی ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! سب سے پہلے میں کھڑا تھا، جب محترمہ کھڑی ہوئیں تو میں بیٹھ گیا تھا اس کے بعد پھر آپ نے کہا کہ اس کو pending نہیں کیا جا سکتا آپ question کریں، پھر میں question کے لئے کھڑا ہو گیا ہوں اور آپ نے پھر کہا کہ وہ سوال تو چلا گیا ہے۔ یہ آپ کی مرضی ہے۔ میں نے اپنی ڈیوٹی ادا کر دی ہے۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب! میں معذرت کے ساتھ ---

جناب احمد خان بلوچ: یہ شہری جگہ پر گھپلا ہے اور میرے پاس اس کا ثبوت ہے---

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کے پاس review کا اختیار بھی تو ہے، آپ اس کو اب بھی کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محترمہ انجم صفدر کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! On her behalf (معزز رکن نے محترمہ انجم صفدر کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1384 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 1384 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد میں گورنمنٹ جامعہ چشتیہ ہائی سکول سے ملحقہ اوقاف کی زمین پر قبضہ کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

*1384: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد میں گورنمنٹ جامعہ چشتیہ ہائی سکول سرگودھا روڈ سے ملحقہ محکمہ اوقاف کی زمین ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول سے ملحقہ اوقاف کی زمین لیز یا ٹھیکے پر دی گئی ہے اگر ہاں تو کسے، کتنے سالہ لیز پر کتنے کرایہ /پٹہ پر اور کن شرائط کے مطابق دی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اوقاف کی زمین کے علاوہ بھی پٹہ داروں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان پٹہ داروں سے ناجائز قبضہ واگزار کروانے اور ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان):

(الف) گورنمنٹ جامعہ چشتیہ ہائی سکول سرگودھا روڈ فیصل آباد سے ملحقہ محکمہ اوقاف (مسلم) پنجاب کے زیر تحویل کوئی رقبہ نہیں ہے۔

(ب) (ایضا)

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ جامعہ چشتیہ ہائی سکول میرے حلقے میں واقع ہے اور سوال کے جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ ''گورنمنٹ جامعہ چشتیہ ہائی سکول سرگودھا روڈ فیصل آباد سے ملحقہ محکمہ اوقاف (مسلم) پنجاب کے زیر تحویل کوئی رقبہ نہ ہے۔'' اس سلسلے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سکول کے رقبہ پر قبضہ کرکے وہاں ایک باقاعدہ دربار چل رہا ہے تو اس دربار کے امور اور اس کا control کیا محکمہ کے پاس نہ ہے؟ کیونکہ سکول کا جو بارہ تیرہ کنال کا رقبہ ہے اس کے دو تین کنال رقبے پر قبضہ کرکے دربار بنایا گیا ہے اور اس قبضے کو واگزار کروانے کے لئے ہر روز بچے اور سکول کی انتظامیہ احتجاج کرتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! اس سوال میں دربار کا کوئی نام نہ دیا گیا ہے تو یہ fresh question کرلیں اس میں اس کی تفصیل فراہم کردی جائے گی اور جو دربار ہے وہ محکمہ اوقاف کے زیر کنٹرول ہے۔ یہ fresh question کردیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال پر پورے محکمے نے ریسرچ کی ہو گی کہ وہاں پر کیا حالات ہیں، اس جگہ کو دیکھا ہو گا تو اس سوال کو pending فرما دیا جائے۔

جناب سپیکر: چلیں، جی۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! یہ جو محکمہ اوقاف زمین کی auction کرتا ہے کیا وہاں ان کی متعلقہ جگہ کی جو requirement ہوتی ہے یا بیعہ ہوتی ہے اس کے مطابق کرتا ہے یا ان کا کوئی اپنا پیمانہ ہے کیونکہ ایسا ہو چکا ہے کہ وہاں بیعہ زیادہ ہے اور auction کم ہے؟

جناب سپیکر: جی، افتخار صاحب ان کے سوال کا جواب بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! اس میں market value دیکھی جاتی ہے اور اس کے بعد ایک مخصوص assessment ہوتی ہے، اس کے بعد اس کی بولی ہوتی ہے وہ جہاں تک بھی جائے پھر اس کو open نیلام کیا جاتا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! ایسا کافی جگہ پر نہیں ہوا کیونکہ وہاں کی بیعہ 10,000 روپے ہے اور اڑھائی ہزار روپے وہاں پر auction ہوئی ہے جس کا میں ثبوت بھی دے سکتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): یہ ایسی کسی جگہ کی نشاندہی کر دیں تو next time اس کا جواب محکمے سے لے لیں گے۔

حاجی ذوالفقار علی: چلیں جی، میں ان کو ثبوت کے ساتھ بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، اس بارے میں آپ نیا سوال دے دیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! I am on point of order جب کوئی ضمنی سوال آتا ہے تو وہ کسی سوال کے جز کا ذکر کرنے کے بعد آنا چاہئے۔ ابھی میرے بھائی نے جو discussion کی ہے اس کا اس سوال کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور میری درخواست یہ ہے کہ اس سوال کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے کر دیا ہے۔

رانا محمد افضل خان: Thank you sir مہربانی۔

جناب سپیکر: جی، راؤ کاشف صاحب! آپ کا سوال ہے؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: سوال کا نمبر بولئے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 1413 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد محکمہ اوقاف کی اراضی کی تفصیلات

*1413: راؤ کاشف رحیم خان: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی کتنی زرعی، سکنی اراضی و دیگر پراپرٹی ہے، اس کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) حلقہ پی پی۔60 ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی زرعی، سکنی اراضی و دیگر پراپرٹی پر کن اشخاص کا قبضہ ہے، اس کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی زرعی، سکنی اراضی و دیگر پراپرٹی قانون کے مطابق رینٹ / لیز پر دی گئی ہے، اگر لیز پر دی گئی ہے اور اس لیز شدہ پراپرٹی کی تفصیل معہ مدت لیز بتائی جائے؟

(د) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی زرعی، سکنی اراضی و دیگر پراپرٹی پر کتنے ناجائز قابضین ہیں ان کی مکمل تفصیل بتائی جائے؟

(ہ) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی زرعی، سکنی اراضی و دیگر پراپرٹی پر ناجائز قابضین کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے، اس کی تفصیل بتائی جائے؟

(و) حلقہ پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی زرعی، سکنی اراضی و دیگر اراضی کو واگزار کروانے کے لئے کتنی مدت کا ٹائم فریم دیا گیا ہے، آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان):

(الف) پی پی۔60 سمندری ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل سکنی پراپرٹی نہیں ہے جبکہ زرعی اراضی کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حلقہ پی پی-60 سمندری ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل کوئی سکنی پراپرٹی نہ ہے جبکہ مختلف مواضعات میں موجود زرعی اراضی پر کوئی ناجائز قابض نہ ہے۔

(ج) محکمہ اوقاف کے زیر تحویل کوئی سکنی پراپرٹی نہ ہے جبکہ مختلف مواضعات میں موجود زرعی اراضیات محکمانہ پالیسی کے مطابق ایک سالہ لیز پر دی گئی ہیں۔ سال 09-2008 کے لئے پٹہ پر دی جانے والی اراضی کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) حلقہ پی پی-60 سمندری ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی زرعی، سکنی پراپرٹی پر کوئی ناجائز قابض موجود نہ ہے۔

(ہ) (ایضا)

(و) (ایضا)

جناب سپیکر: میں نہیں سن سکا۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ---

جناب سپیکر: یہ پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی یہ کہہ دیا ہے کہ یہ پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ آپ نے اپنے منہ میں بول کر کہہ دیا ہے۔ (قہقہہ)

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرے سوال کا بالکل غلط جواب دیا گیا ہے۔ اس کے جز (الف) میں یہ کہا گیا ہے کہ "حلقہ پی پی-60 سمندری ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی کتنی زرعی، سکنی اراضی ودیگر پراپرٹی ہے، اس کی تفصیل بتائی جائے؟"

اس کا جواب یہ آیا ہے کہ "پی پی-60 سمندری ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل سکنی پراپرٹی نہیں ہے جبکہ زرعی اراضی کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔" حالانکہ میں پورے دعوے سے کہتا ہوں کہ وہاں سکنی پراپرٹی بھی ہے، کمرشل پراپرٹی بھی ہے جس پر ناجائز قابض نے قبضہ کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال پوچھیں۔ آپ تو دوسری طرف چلے گئے ہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ میرے سوال کا جواب غلط دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنا ضمنی سوال پوچھیں گے اس کے بعد وہ آگے چلیں گے۔ پھر بات کر لیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ میرے سوال کا غلط جواب دیا گیا ہے۔ اس پر میں ضمنی سوال کیا کروں؟

جناب سپیکر: افتخار صاحب! یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے سوال کا جواب غلط دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! یہ میرے بھائی ہیں، یہ کوئی دعویٰ نہ کریں، کوئی ریکارڈ ہے تو وہ دکھائیں next time اس کا جواب دے دیا جائے گا۔ دعویٰ تو میں بھی کر سکتا ہوں کہ میں روس کا بادشاہ ہوں۔ (قہقہہ)

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! [******] اگر میرا سوال غلط ہے تو اس پر کمیٹی بنا دی جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسے الفاظ حذف کئے جائیں جو آپ نے کہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! میں ان سے عقلمند بھی زیادہ ہوں اور شکل سے بھی خوبصورت ہوں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں نے کوئی رشتہ داری نہیں کرنی، نہ رشتہ لینا ہے۔ میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ کمیٹی بنائی جائے، یہاں مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ یہ سوال ہے اس کا جواب غلط دیا جا رہا ہے۔ یہاں مذاق کی بات ہو رہی ہے، یہ ایوان ہے، کوئی یونین کونسل نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہیں؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! نہیں، میں مطمئن نہیں ہوں، میں یہ کہتا ہوں کہ اس پر کمیٹی بنا دی جائے۔

جناب سپیکر: کمیٹی کس لئے بنائی جائے؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب غلط دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب! اب آپ کوئی serious بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ میں دعویٰ کرتا ہوں۔ اب دعوے پر میں کیا کر سکتا ہوں؟ یہ کوئی ریکارڈ لائیں، کوئی چیز بتائیں fresh question کر دیں تو ان کو جواب مل جائے گا۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے محکمے نے غلط جواب دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! وہ ثابت تو کریں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ ان کی بات غور سے سُنیں۔ یہ مذاق کی بات نہیں ہے۔ راؤ کاشف صاحب! آپ یہ فرما رہے ہیں کہ انہوں نے غلط جواب دیا ہے؟

راؤ کاشف رحیم خان: جی ہاں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! جو میرے پاس جواب آیا ہے وہ میں نے ان کو بتا دیا ہے۔ اب یہ مجھے کسی ثبوت کے ساتھ بتائیں گے تو پھر میں محکمے کو کھینچوں گا اور یقیناً ان سے کہوں گا کہ اگر جواب غلط ہے تو next time ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: اس کی آپ خود انکوائری کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! جی، بالکل کروں گا اگر غلط ہو گا تو پھر کروں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ اگر کوئی معزز رکن یہ بات دعوے سے کہے کہ یہ چیز غلط ہے تو اس دعوے کو غلط قرار دینا تو بحث مباحثہ کرنے والی بات ہے، اس سے متعلقہ جو rules ہیں وہ یہ ہیں کہ ڈیپارٹمنٹ اس ایوان میں صحیح جواب دے، یہ پورے ایوان کا اور اس ممبر کا استحقاق ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی ایسا ثبوت ہے کہ یہ جواب غلط دیا گیا ہے ویسے بھی یہ جواب تو پرنٹ ہے اب یہ تو موجود رہے گا اب اس کو کوئی چھپا بھی نہیں سکتا۔ اگر ان کے پاس contradiction میں کچھ ہے تو وہ اس پر privilege motion لا سکتے ہیں اور اگر وہ بات ہاؤس نے یا Chair نے مناسب سمجھی کہ واقعی اس میں کوئی contradiction ہے تو وہ استحقاق کمیٹی کو بھیجی جا سکتی ہے اور اگر محکمے نے واقعی کوئی غلط جواب دیا ہے تو اس نے اس ہاؤس کا اور اس معزز رکن کا استحقاق breach کیا ہے اس کے لئے کوئی علیحدہ سے کمیٹی بٹھانا یا بحث کرنا وہ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ غلط ہے، وہ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ صحیح ہے تو اس کا تو پھر بحث کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی ثبوت ہے تو اس ثبوت کو لائیں اور اس پر تحریک استحقاق لے آئیں۔ اس سے پہلے دو تحریک استحقاق آئی تھیں، میں نے دونوں کو concede کیا اور وہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کی ہیں۔

جناب سپیکر: جی راؤ صاحب! کیا آپ کے پاس اس سے متعلق کوئی ثبوت ہے؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! آپ اس کو pending کر دیں، میں آپ کو ثبوت دے دوں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): چل ہن چھڈ وی دے۔

راؤ کاشف رحیم خان: "میں لے کے آواں گا۔" جناب سپیکر! آپ پارلیمانی سیکرٹری کو سمجھایا کریں کہ یہ cross talk نہ کیا کریں، Chair سے خطاب کیا کریں۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔ آپ کے پاس جو ثبوت ہے وہ آپ متعلقہ سیکرٹری صاحب اور رانا صاحب کو دے دیں اور اگر غلط جواب آیا ہو گا تو یقیناً اُس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں ثبوت دے دوں گا۔ Thank you

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! وہ on the floor of the House یہ بات کر رہے ہیں Honorable member ہیں، انہوں نے ایسے ہی کہہ دیا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ ثبوت لے کر آئیں۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! وہ کیا ثبوت لے کر آئیں؟ انہوں نے ایک statement دے دی ہے۔

جناب سپیکر: جی، سوہل صاحب!

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! پی پی۔60 ضلع فیصل آباد میں کوئی پراپرٹی ایسی نہیں ہے جو سکنی ہو حالانکہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ اوقاف والوں کے پاس زیادہ تر properties سکنی ہوتی ہیں، زرعی properties ان کے پاس نہیں ہوتیں اور یہ جواب دینا کہ کوئی سکنی پراپرٹی محکمہ اوقاف کی تحویل میں نہیں ہے۔ یہ سراسر غلط جواب ہے حالانکہ جتنے بھی مزار ہوتے ہیں یا جتنے بھی دربار ہوتے ہیں وہ سارے سکنی ہوتے ہیں تو یہ کیسے لکھ رہے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی سکنی پراپرٹی نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، انہوں نے بات کر لی ہے آپ بھی اگر شامل ہونا چاہتے ہیں ان کے ساتھ شامل ہو جائیں۔

جناب محمد سعید مغل: جناب سپیکر! میں آپ کی اور ایوان کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ یہ جو اچانک ضمنی سوال آجاتے ہیں ان کا وزیر موصوف اور سیکرٹری صاحبان بھی تسلی بخش جواب نہیں دے پاتے، کیا یہ زیادہ مناسب نہیں ہو گا کہ جب اجلاس کا ایک متواتر ایجنڈا ترتیب دیا جائے تو یہ سوالات بھی ممبران کو دے دیئے جائیں تاکہ ان کے ثبوت اور ان کا صحیح ہونا اور غلط ہونا اور اس بارے میں ضمنی سوال کرنا کہ وہ relevant ہو جائے اور فوری طور پر تسلی بخش جواب بھی آسکیں، میرا یہ خیال ہے کہ اگر سوال پہلے مل جائیں۔ اب جب ہم صبح آتے ہیں تو صبح سوال سامنے پڑے ہوتے ہیں تو ان کے جواب سیکرٹری صاحبان کیسے وہاں بیٹھے بیٹھے دے دیں؟

جناب سپیکر: ہم قواعد و ضوابط کے مطابق چل رہے ہیں۔

MR SAEED AKBAR KHAN: I am on point of order

MR SPEAKER: Yes, Mr Saeed Akbar!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ وہ ثبوت پیش کریں۔ rules and procedure میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اگر میں کسی جواب سے مطمئن نہیں ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ جواب relevant نہیں ہے تو میرے پاس ایک فورم ہے کہ میں اس جواب کو مد نظر رکھتے ہوئے اس پر تحریک استحقاق پیش کروں اور پورا ثبوت on the floor of the House رکھوں اور آپ اس پر decision کریں۔ اگر اس سے relevant میری تحریک استحقاق ہو تو آپ استحقاق کمیٹی کو بھیج دیں وہ اس کی چھان بین کرے۔ سیکرٹری کو دینا یا منسٹر کو دینا وہی تو opponent group ہے جنہوں نے ایک ممبر موصوف کو غلط جواب دیا ہے اس کے لئے ہمارے پاس فورم ہے اور rules and procedure اور اس ہاؤس کی روایات ہیں کہ یہاں رانا ثناء اللہ خان نے کئی دفعہ تحریک استحقاق اسی بنیاد پر دی کہ مجھے غلط جواب دیا گیا ہے۔ اب جو استحقاق کمیٹی ہے وہ اس کی چھان بین کرے اور وہ اس کا decision کرے اور پھر اس ہاؤس کو رپورٹ پیش کرے۔

جناب سپیکر: اگر اس کا جواب غلط آیا ہو گا تو یقیناً ہاؤس کا استحقاق بنتا ہے، اس کا action ہو گا۔ میں نے جو بات کی ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اگر ممبر ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں تو اس میں کون سی برائی والی بات میں نے کہہ دی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ کوئی ممبر اس بات کا پابند نہیں کہ سیکرٹری صاحب اور منسٹر صاحب کے پاس اپنے ثبوت لے جائے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ ممبر direct تحریک استحقاق دے اور اس کی چھان بین استحقاق کمیٹی کرئے پھر وہ رپورٹ ہاؤس کے سامنے پیش ہو اور پھر وہ اس کا فیصلہ کرے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ next question محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1452 ہے۔

حضرت میاں میر مزار پر سرکاری اہلکاران کی تعداد و دیگر تفصیلات

***1452: محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور شہر میں واقع حضرت میاں میر کے مزار پر کتنے سرکاری اہلکار کام کرتے ہیں ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مزار پر کچھ غیر سرکاری افراد نے بھی قبضہ کیا ہوا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مزار سے حاصل ہونے والی آمدن مزار پر خرچ نہیں کی جاتی بلکہ دوسرے کاموں میں لگا دی جاتی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مزار کی دیکھ بھال کے لئے کچھ مخیر حضرات بھی تعاون کرتے ہیں؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس مزار کی دیکھ بھال اور انتظام کو مکمل طور پر اوقاف کے تحت لینے کا کب تک ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان):

(الف) دربار حضرت میاں میر پر 4 عدد اہلکار کام کرتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ محمد اشرف ولد غلام محمد ٹیوب ویل آپریٹر

2۔ مشتاق احمد ولد عبدالشکور نگران

3۔ فضل الٰہی ولد محمد صدیق نگران

4۔ غفار احمد ولد خورشید احمد چوکیدار

(ب) درست نہ ہے، دربار حضرت میاں میر کے مزار کا انتظام وانصرام محکمہ اوقاف کے سپرد ہے۔

(ج) دربار حضرت میاں میر سے حاصل ہونے والی آمدنی کو خزانہ اوقاف میں جمع کروایا جاتا ہے اور مزار شریف کی ضروریات کے مطابق مجاز اتھارٹی کی منظوری سے خرچ کیا جاتا ہے نیز دربار پر تعینات سرکاری ملازمین کی تنخواہیں و بل بجلی وغیرہ کی ادائیگی کی جاتی ہے۔

(د) حضرت میاں میر کے مزار کے اخراجات محکمہ اوقاف برداشت کرتا ہے۔

(ہ) دربار شریف کی دیکھ بھال اور انتظام مکمل طور پر محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔

جناب سپیکر! اس کے جز (الف) میں جواب آیا ہے کہ صرف چار اہلکار ملازم ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ: چار ملازم ہیں جو کہ صرف مرد حضرات ہیں تو کیا دربار میں کوئی خاتون ملازم نہیں رکھی گئی ہے اگر نہیں تو کیوں اور کیا یہ چار ملازمین دربار کی نگرانی کے لئے کافی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): یہ ان کی بات بالکل درست ہے کہ ریکارڈ میں عورت ملازم کوئی نہیں رکھی گئی تو next time ان کی جو proposal ہے۔ اس پر محکمہ سے بات کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: پوری طرح سے سنا نہیں ہے۔ Next time کیا کرنا چاہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! پہلے بھی اس قسم کا انہوں نے سوال کیا ہے۔ اس میں انہوں نے صرف پوچھا ہے کہ وہاں کون کون سے ملازمین ہیں، اس کی تفصیل جواب میں آ گئی ہے۔ Next جب اس قسم کا سوال آئے گا تو پھر اس میں اس کا جواب دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں وہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا کوئی خاتون آپ اس میں رکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! ایسی کوئی ابھی تک درخواست نہیں آئی اور محکمہ کو کوئی درخواست وصول نہیں ہوئی اور اگر آئندہ ہوئی تو ضرور اس پر غور کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز(ہ) کا جواب دیا ہے کہ "دربار شریف کی دیکھ بھال اور انتظام مکمل طور پر محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔اور جو سرکاری اوقاف کے ملازم ہیں ان کو تنخوائیں دی جاتی ہیں۔"

جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہاں جو بے شمار خدام اور مجاور ہیں ان کو جو تنخوائیں دی جاتی ہیں کیا وہ دربار کی آمدنی سے دی جاتی ہیں اور وہ وہاں پر کس حیثیت سے ہیں؟

جناب سپیکر: جی! بلوچ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! جو سرکاری ملازمین ہیں ان کو تنخوائیں دی جاتی ہیں اور وہ اسی آمدن سے دی جاتی ہیں اور اس کے علاوہ private کسی بندے کو تنخواہ اس آمدن سے نہیں دی جاتی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ ان کا یہ جواب درست نہیں ہے کیونکہ وہاں پر سرکاری ملازمین اور private نگران ہیں ان کو بھی دربار کی آمدنی یا اوقاف کا جو خزانہ ہے اس میں سے تنخوائیں دی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! یہاں اس قسم کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں ہے۔ اگر ان کے پاس ہے تو بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اگر محکمہ کا جواب غلط ہوا تو پھر وہ تحریک استحقاق لائیں گی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اگر ثبوت نہیں ہے یا جواب نہیں ہے تو کیا یہ اس کے بارے میں چھان بین کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! جواب میں بتایا گیا ہے کہ کسی بھی private آدمی کو محکمہ تنخواہ بالکل نہیں دیتا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ثمینہ نوید صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! حضرت میاں میر کے مزار پر جو سرکاری اہلکار یا ملازمین رکھے جاتے ہیں ان کو وہاں پر رکھنے کا کیا طریق کار ہے یا جس طرح سرکاری ملازمین کو عام recruitment کے ذریعے رکھا جاتا ہے اور ان کو باقاعدہ انٹرویو کے لئے call کیا جاتا ہے یا اس کے لئے اشتہار دیا جاتا ہے تو اس کا طریق کار کوئی اور ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہی ہیں کہ آپ جو وہاں سرکاری ملازم رکھتے ہیں ان کی باقاعدہ آپ تشہیر دیتے ہیں، اشتہار اخبار میں دیتے ہیں یا محکمہ اپنے طور پر رکھنے کا مجاز ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! جس طرح دوسرے محکموں کے باقاعدہ سرکاری قواعد ہیں اس کے مطابق رکھے جاتے ہیں اور باقاعدہ اشتہار اور سب کچھ قاعدہ کے مطابق ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس قسم کے جو ملازمین رکھے جاتے ہیں ان کے لئے باقاعدہ اشتہار دیا جائے تاکہ لوگوں کو پتا چلے تاکہ لوگ درخواستیں دیں اور ان کو انٹرویو کے بلایا جائے اور پھر ان کے آرڈر کئے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کوئی نشاندہی کریں تو۔۔۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمارے بہاولنگر میں بھی ایسے ہی۔۔۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ! ادھر کا سوال آپ بعد میں دے دیں۔ جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز (الف) میں انہوں نے صرف دو نگران ایک چوکیدار اور ایک ٹیوب ویل آپریٹر کا کہا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ کہ: کیا دربار میں کسی خاکروب اور صفائی والے کی ضرورت نہیں اور انہوں نے وہاں پر ضرورت کیوں نہیں سمجھی اور وہ ابھی تک وہاں پر کیوں نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، پہلے تو میں آپ کو یہ بتاؤں کہ جس نے یہ جواب لکھا ہے آپ اسے سمجھائیں۔ جز(الف) میں لکھتے ہیں، چار عدد اہلکار، اہلکار عدد نہیں ہوتے۔ان کی بھی بات سن کر اس کا بھی جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! دربار کو ماننے والے مریدین خود بھی عقیدت مند ہوتے ہیں اور خود صفائی کر لیتے ہیں لیکن ان کی جو proposal ہے next time کے لئے اس کو considered کرتے ہیں اور اگر اس قسم کی کوئی vacancy نکلی تو اس پر باقاعدہ قواعد کے مطابق کسی کو رکھا جائے گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سیکرٹری صاحب کیا خود کبھی دربار پر گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! میرے ضلع جھنگ میں بہت زیادہ دربار ہیں اور میں سب درباروں پر جاتا ہوں، اگر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو next time آپ میرے ساتھ آئیں مل کر وہاں جائیں گے۔

جناب سپیکر: نہیں وہ specially حضرت میاں میر کے دربار کے بارے میں پوچھ رہی ہیں کہ آیا آپ نے اس کو visit کیا ہے کہ نہیں، یہ بات بتا دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! میں نے آج ساڑھے آٹھ بجے چارج لیا ہے تو اس کے بعد بھی اگر وہ سارے پنجاب کا مجھ سے ریکارڈ پوچھنا چاہ رہی ہیں تو میں معذرت خواہ ہوں اور میں جھوٹ بولنے کا عادی نہیں ہوں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں بار بار اسی دربار حضرت میاں میر کا ذکر کر رہی ہوں پورے پنجاب کا نہیں پوچھا اور اگر سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ میں ان کے ساتھ جاؤں تو میں ان کے علم میں لانا چاہتی ہوں کہ خواتین کا مزاروں پر جانا شرعاً جائز نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! عورتیں جاتی ہیں، آپ میری بہن ہیں۔یہ کوئی رکاوٹ نہیں ہے کہ آپ نہیں جا سکتیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس میں اب کافی ہو گیا ہے۔ next question محترمہ نرگس پروین صاحبہ کا ہے۔جی، تشریف فرما ہیں؟ سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ نرگس پروین اعوان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1609 ہے۔

ضلع ملتان میں محکمہ کے مزارات و مساجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1609: محترمہ نرگس پروین اعوان: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان میں محکمہ اوقاف کے مزارات اور مساجد کہاں کہاں واقع ہیں، ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) ان مزارات کی سال 07-2006 اور 08-2007 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس ضلع میں واقع محکمہ کی مساجد پر سال 07-2006 اور 08-2007 میں کتنی رقم خرچ کی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان):

(الف، ب، ج) ضلع ملتان میں محکمہ اوقاف کے مزارات اور مساجد جہاں جہاں واقع ہیں ان کے نام و مقام کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ محکمہ اوقاف کی ضلع ہذا کی آمدن مالی سال 07-2006 اور 08-2007 کی تفصیل مع اخراجات درج ذیل ہے:-

سال	آمدن	خرچ
2006-07	19934137/- روپے	11719040/- روپے
2007-08	20643951/- روپے	11788296 روپے

محکمہ اوقاف کی ضلع ہذا کی آمدن مالی سال 07-2006 اور 08-2007 کی تفصیل مع اخراجات درج ذیل ہے:-

سال	آمدن	خرچ
2006-07	6464336/- روپے	10195740 روپے
2007-08	7576677/- روپے	10919513 روپے

مفصل جواب تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

محترمہ نرگس پروین اعوان: جناب سپیکر! میں نے ملتان کے مزارات اور مذہبی امور و اوقاف کے جتنے بھی مزارات ہیں ان کے بارے میں سوال کیا ہے اور اس پر جہاں تک میں نے مشاہدہ کیا ہے ان کی کافی

آمدن ہوتی ہے جیسا کہ مجھے جواب ملا ہے کہ آمدن کافی زیادہ ہے لیکن مزارات کی حالت اور زائرین کے لئے سہولتوں کا فقدان ہے اور کیا وزیر اوقاف یہ بیان فرمائیں گے کہ جو آمدنی ہے وہ کہاں چلی جاتی ہے اور وہ مزارات پر خرچ کیوں نہیں ہوتی اور زائرین کو کسی قسم کی بھی سہولیات وہاں پر کیوں فراہم نہیں کی گئیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! محکمے کی طرف سے جو جواب آیا ہے اس میں آمدن اور خرچ کا بڑی تفصیل سے لکھا ہوا ہے۔ وہ انھوں نے بھی پڑھ لیا ہوا ہے۔ اگر اس میں کوئی ایسی بات ہے تو یہ pin point کر دیں اور اگلی دفعہ اس کا بھی جواب دے دیا جائے گا۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتانا پسند فرمائیں گے کہ کس مزار پر کہاں کہاں، کتنا کتنا خرچ ہوا ہے؟ میرے خیال میں انھوں نے تو ملتان کے یہ مزارات دیکھے بھی نہ ہوں گے۔ محترمہ کا سوال بہت اہم ہے اس لئے اس کا تفصیلی جواب چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جی، پھر نیا سوال کر دیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ جن مزارات کا پوچھا گیا ہے ان کی آمدن کہاں جاتی ہے اور کس پر خرچ ہوتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! اس آمدنی سے تنخواہیں وغیرہ دی جاتی ہیں، maintenance کے لئے بھی خرچ کیا جاتا ہے۔ وہاں پر زائرین کے لئے تمام سہولتیں موجود ہیں، اگر کہیں کوئی سہولت موجود نہیں ہے تو یہ اس کی نشاندہی کر دیں۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! جن کا سوال ہے انھیں تو مطمئن ہونے دیں۔ جی، محترمہ! کیا آپ ان کے جواب سے مطمئن ہو گئی ہیں؟

محترمہ نرگس پروین اعوان: جناب سپیکر! میں جواب سے بالکل مطمئن نہیں ہوں کیونکہ مزارات پر صفائی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ زائرین کے لئے پینے کے پانی کا انتظام ہے اور نہ ہی ٹائلٹس کا کوئی انتظام ہے جبکہ مزارات کی آمدنی بہت زیادہ ہے۔ مجھے تو لوگوں نے یہاں تک اطلاعات دی ہیں کہ مزارات کی خدمت کے لئے عوام کی طرف سے جو جانور پیش کئے جاتے ہیں وہ بھی وہاں کے منتظمین قصابوں کے ہاتھ بیچ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! محترمہ فرما رہی ہیں کہ جو کوئی دے کر جاتا ہے وہ بھی کہیں اور چلا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! میں محکمے سے پوچھ کر ہی اس کا بتاؤں گا۔ مجھے جو علم تھا وہ بتا دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ محکمے سے ساری معلومات لیں۔چودھری صاحب! آپ کچھ کہہ رہے تھے؟

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ قلعہ قاسم باغ ملتان میں جو مزارات موجود ہیں وہ ایک تاریخی حیثیت رکھتے ہیں اور ملتان کا تاریخی اثاثہ بھی ہیں۔ میں پوچھنا چاہوں گا کہ ان پر آپ نے کیا خرچ کیا ہے؟ وہاں بہت بڑی ہستیوں کے مزارات ہیں لیکن اگر قلعہ پر جائیں تو وہاں کھنڈرات معلوم ہوتے ہیں اور بڑی کسمپرسی کی حالت ہے اور وہاں کچھ خرچ نہیں ہوا۔ ایک مزار کے گدی نشین وزیر خارجہ صاحب ہیں اور دوسرے کے وزیر اعظم صاحب ہیں لیکن وہاں ان درباروں کی حالت بہت بُری ہے لہٰذا اس بارے میں تفصیل سے آگاہ کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! خرچ کی پوری تفصیل لکھی ہوئی ہے۔ اس کا پیسا سنٹر اوقاف فنڈ میں جمع ہوتا ہے اور اخراجات کے لئے باقاعدہ بجٹ تیار ہوتا ہے لیکن اگر آپ اس کی تفصیل پوچھنا چاہتے ہیں تو پھر نیا سوال دے دیں۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! یہ تو ہر relevant سوال پر کہہ رہے ہیں کہ fresh question دیں۔ میں نے قلعہ کے درباروں شاہ رکن عالم اور بہاؤالدین ذکریا کے بارے میں پوچھا ہے کہ وہاں کیا خرچ ہوا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): میں نے پورے سوال کا اکٹھا جواب دے دیا ہے۔ اب جو آپ پوچھ رہے ہیں اس کے لئے نیا سوال دے دیں پھر اس کا جواب دے دیا جائے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے آج ہی چارج لیا ہے اس لئے ان کو پتا نہیں ہو گا لیکن مجھے یہ بتائیں کہ کس چیز کے لئے fresh question دیں؟ جب معزز رکن نے یہ سوال کیا ہے کہ بہاؤالدین ذکریا یا شاہ رکن عالم کی کتنی آمدن اور کتنا خرچ ہے تو یہ ضمنی سوال میں آتا ہے۔ جب پورے ضلع کی تفصیل مانگ لی گئی ہے تو پھر یہ fresh question کیسے بنتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! پورے ملتان کے مزارات اور مساجد کے بارے میں پوچھا گیا تھا اس لئے اس کی اکٹھی تفصیل دی گئی ہے لیکن اب آپ نے ایک کا پوچھا ہے اس لئے میں نئے سوال کا کہہ رہا ہوں۔ آپ اپنا سوال پڑھیں اس میں پورے ملتان کے درباروں اور مساجد کا لکھا ہوا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ضلع ملتان کے مزارات کا پوچھا گیا ہے اور ضمنی سوال بھی یہی ہے۔ یہ کم از کم ہوم ورک کر کے آیا کریں۔ اگر ان کو زبانی نہیں آتا تو ان کے پاس لکھا ہوگا دیکھ لیں۔ ہم ضلع ملتان کے ہی درباروں شاہ رکن عالم یا بہاؤالدین ذکریا کا پوچھ رہے ہیں، یہ دونوں میں سے کسی کا جواب دے دیں۔ ہم نے یہ پوچھا ہے کہ ان کی آمدن اور خرچ کتنا ہے؟ ہم ڈیرہ غازی خان یا جھنگ کا نہیں پوچھ رہے بلکہ ملتان کا پوچھ رہے ہیں جس سے متعلق سوال کیا گیا ہے تو یہ کس طریقے سے fresh question بنتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! انھوں نے سوال میں ایک ایک دربار کی تفصیل نہیں پوچھی بلکہ پورے ملتان کا اکٹھا پوچھا ہے اور اس کا جواب دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر آچکے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع جھنگ میں مساجد و مزارات کی تعداد

*148: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جھنگ و تحصیل چنیوٹ میں کتنی مساجد اور مزارات محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہیں؟

(ب) سال 2005 سے آج تک ان مساجد اور مزارات سے آمدن اور اخراجات کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) ضلع جھنگ و تحصیل چنیوٹ میں اوقاف کے زیر انتظام مساجد اور مزارات پر کتنا عملہ دیکھ بھال کے لئے تعینات ہے، ان کے نام، عہدہ اور مدت تعیناتی بتائی جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع جھنگ میں 24 مزارات اور 17 مساجد محکمہ اوقاف کے زیر تحویل ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

چنیوٹ سرکل	:	7 مزارات، 4 مساجد
جھنگ و شورکوٹ سرکل	:	17 مزارات، 13 مساجد

تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 06۔2005 تا 08۔2007 مساجد اور مزارات سے حاصل ہونے والی آمدن مبلغ۔/4,50,19,895 روپے ہے جبکہ اخراجات مبلغ۔/1,34,49,961 روپے ہوئے ہیں۔ پراپرٹی وار آمدن و اخراجات کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع جھنگ و تحصیل چنیوٹ میں اوقاف کے زیر تحویل مساجد و مزارات پر تعینات عملہ کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ اوقاف کی زمین پر ناجائز قابضین و آمدن تحصیل چنیوٹ 2005 کی تفصیل

*149: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل چنیوٹ و ضلع جھنگ دونوں میں محکمہ اوقاف کی کتنی زمین کس کس موضع اور کن کن لوگوں کے پاس لیز پر ہے؟

(ب) کیا مذکورہ زمین کی بولی سالانہ یا پانچ سال کے بعد ہوتی ہے؟

(ج) حکومت کو سال 2005 سے آج تک اس زمین سے کتنی آمدن ہوئی ہے؟

(د) محکمہ کی کتنی زمین پر کن لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے، وہ کتنے سال سے ناجائز قابضین ہیں کیا حکومت یہ اراضی واگزار کروانے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) تحصیل چنیوٹ میں محکمہ اوقاف کی قابل کاشت اراضی 895 ایکڑ 6 کنال 11 مرلے ہے جبکہ جھنگ سرکل میں 638 ایکڑ 4 کنال 15 مرلے اور شورکوٹ سرکل میں 5989 ایکڑ 11 مرلے ہے تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمانہ پالیسی کے مطابق زمین کی بولی ایک سال کے لئے ہوتی ہے۔ تاہم اگر پٹہ دار آئندہ سال کے لئے توسیع کا خواہشمند ہو اور 31۔دسمبر سے قبل 20 فیصد کے ساتھ زرپٹہ جمع کروادے تو دو سال تک 20 فیصد سالانہ اضافہ کے ساتھ زونل ناظم توسیع دینے کا مجاز ہے اور مزید دو سال کے لئے 10 فیصد سالانہ اضافہ پر چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف پنجاب کو توسیع دینے کا اختیار حاصل ہے۔ ٹیوب ویل سکیم کے تحت اراضی سات سال کے لئے پٹہ پر نیلام کی جاتی ہے۔

(ج) محکمہ اوقاف کو وقف اراضیات سے سال 2005 تا 2008 مبلغ 35503397 روپے آمدن ہوئی، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

چنیوٹ سرکل	10640330.00 روپے
جھنگ وشورکوٹ سرکل	24863067.00 روپے

(د) چنیوٹ سرکل میں محکمہ اوقاف کی 9 ایکڑ 13 مرلے اراضی پر جبکہ جھنگ سرکل میں تقریباً 53 ایکڑ 7 کنال 4 مرلے اور شورکوٹ سرکل میں سابقہ پٹہ داران کے زیر قبضہ بوجہ مقدمہ عدالت عالیہ 4921 ایکڑ 16 مرلے پر ناجائز قبضہ ہے۔ ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی کے لئے زونل ناظم کو ہدایت کر دی گئی ہے۔

داتادربار آئی ہسپتال لاہور میں مریضوں کی حالت زار

*374: جناب وسیم قادر: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ داتا گنج بخش آئی ہسپتال لاہور میں آنکھوں کا آپریشن فری کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ آئی ہسپتال کے ڈاکٹر مریضوں سے پیسے لے کر ان کا علاج کرتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مریضوں کو قیمتی دواؤں کے نسخے لکھ دیئے جاتے ہیں جو باہر میڈیکل سٹور سے خریدنے کی تاکید کرتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہسپتال میں داتا صاحب کے لنگر سے کھانا دیا جاتا ہے اور وہ ہسپتال کے ملازمین گھر لے جاتے ہیں؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا ڈاکٹرز و ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) درست ہے کہ داتا گنج بخش آئی ہسپتال لاہور میں آنکھوں کا آپریشن فری کیا جاتا ہے۔ مریض کو صرف داخلہ کی فیس مبلغ۔/50 روپے جمع کروانی پڑتی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ داتا دربار ہسپتال کے ڈاکٹر مریضوں سے پیسے لیکر ان کا علاج کرتے ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ مریضوں کو قیمتی ادویات کے نسخہ جات تاکید کیساتھ لکھ کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ باہر سٹور سے ادویات خریدیں۔ مریضوں کے علاج معالجہ کے لئے زیادہ تر ادویات ہسپتال میں موجود ہوتی ہیں جو ان کو ہسپتال سے فراہم کی جاتی ہیں جو دوائی ہسپتال مہیا نہیں کر سکتا اس کے لئے نسخہ لکھ کر دیا جاتا ہے کہ مریض جہاں سے چاہے وہ دوا خریدے۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ ہسپتال میں داتا صاحب کے لنگر سے کھانا دیا جاتا ہے اور وہ ہسپتال کے ملازمین گھر لے جاتے ہیں۔ دراصل داتا دربار ہسپتال میں خوراک / کھانا مہیا کرنے کی کوئی سہولت موجود نہ ہے۔

(ہ) چونکہ جز (ب)، (ج) اور (د) کا جواب اثبات میں نہ ہے لہٰذا ڈاکٹرز / ملازمین کے خلاف کسی کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

حق نواز ٹرسٹ کی زمین پر بااثر افراد کا قبضہ و دیگر تفصیلات

*568: **جناب وسیم قادر:** کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حق نواز ٹرسٹ کوٹھی حق نواز محمود بوٹی چمبہ پارک کے نام پر کتنی زمین ہے؟

(ب) کیا حکومت حق نواز ٹرسٹ کی زمین کو پلاٹوں کی صورت میں لوگوں کو لیز پر دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ بااثر افراد نے حق نواز ٹرسٹ کی زمین پر قبضہ کر رکھا ہے اور مکان تعمیر کر رہے ہیں؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان ذمہ دار ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جن کی ملی بھگت سے لوگ حق نواز ٹرسٹ کی زمین پر قبضہ کر رہے ہیں، اگر رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) حق نواز ٹرست سے ملحقہ وقف اراضی واقع محمود بوٹی مختلف جگہوں پر ٹکڑوں کی شکل میں واقع ہے۔ حق نواز ٹرسٹ سے ملحقہ کوٹھی تقریباً 2 کنال رقبہ پر واقع ہے۔ یہ کوٹھی خستہ حال ہے اس میں محمد علی کرایہ دار رہائش پذیر ہے جو محکمہ کو ماہانہ کرایہ ادا کر رہا ہے۔ حق نواز ٹرسٹ سے ملحقہ کسی رقبہ پر چمبہ پارک واقع نہ ہے۔ چمبہ پارک جس رقبہ پر واقع ہے وہ دربار پیر عبدالقادر گیلانی سے ملحقہ تقریباً 19 کنال رقبہ پر واقع ہے جو محکمہ اوقاف نے 1983 میں ایل ڈی اے کو منتقل کر دیا تھا۔

(ب) فی الحال حق نواز ٹرسٹ کی زمین کو پلاٹوں کی صورت میں لوگوں کو لیز پر دینے کی کوئی سکیم زیر غور نہ ہے۔ تاہم اس وقف رقبہ کو کمرشل سکیم کے تحت گڈول / ماہانہ کرایہ کی بنیاد پر نیلام عام کیا جائے گا۔

(ج) حق نواز ٹرسٹ سے ملحقہ 44 کنال 9 مرلے اراضی قبل ازیں برائے کاشت لیز پر دی جاتی تھی۔ سابقہ پٹہ دار کی جانب سے عدالتی چارہ جوئی اور عدالت کی جانب سے حکم امتناعی جاری ہونے پر معاملہ تقریباً دس سال تک زیر کارروائی عدالت رہا۔ اس دوران لوگوں نے اراضی مذکورہ پر مکانات تعمیر کر لئے۔ حق نواز ٹرسٹ سے ملحقہ محمود بوٹی میں واقع اراضی چونکہ آبادی میں گھر چکی ہے جس کے کچھ حصہ پر لوگوں نے مکانات تعمیر کئے ہوئے ہیں۔ محکمہ کے 7 عدد باقاعدہ کرایہ دار ہیں جو کرایہ ادا کر رہے ہیں اور جو ناجائز قابض ہیں ان کی تعداد 15 عدد ہے جن کے زیر قبضہ رقبہ 8 کنال 17 مرلہ ہے جن کو بید خلی کے نوٹس زیر دفعہ 8 جاری کئے گئے۔ بید خلی کے لئے معاملہ ہذا زیر کارروائی ہے۔ تقریباً 6 کنال رقبہ

پر ناجائز قابض محمد نذیر نے نرسری بنالی اور اس میں ایک کمرہ تعمیر کر کے ناجائز قبضہ کر لیا۔ محکمہ نے اس 6 کنال اراضی کو ناجائز قابض سے واگزار کروالیا۔ مینجر حلقہ کی رپورٹ کی نقل فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاہم ناجائز قابض نے عدالت عالیہ میں رٹ دائر کرتے ہوئے حکم امتناعی کی درخواست گزاری ہے۔ محکمہ کی پوری کوشش ہے کہ ناجائز قابض کو عدالت سے حکم امتناعی نہ مل سکے اور عدالت عالیہ سے اس کی رٹ پٹیشن کو جلد از جلد خارج کروایا جائے۔

(د) جز ہذا کا جواب جز (ج) میں دیا جا چکا ہے۔ جہاں تک زمین پر قبضہ اور مکانات تعمیر کرنے کا تعلق ہے تو یہ کارروائی عرصہ 10 سال کی عدالتی کارروائی کے دوران ہوئی اور محکمہ کے کسی ملازم کی ملی بھگت شامل نہ ہے۔

لاہور بی بی پاکدامن کے مزار پر زائرین کو سہولیات فراہم کرنے کا مسئلہ

*936: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بی بی پاکدامن کے مزار کا رقبہ، زائرین کی آمدورفت کے لحاظ سے بہت کم ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ زائرین کے لئے مذکورہ مزار پر تمام رسومات ادا کرنے کے لئے مکمل اور مناسب سہولیات نہیں ہیں جس سے زائرین کو کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس مزار کے رقبہ کو وسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تاکہ انتظامات برائے آمدورفت زائرین و ادائیگی رسومات کو بہتر بنایا جا سکے، اٹھائے جانے والے اقدامات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(د) کیا محکمہ، جو زائرین دور علاقوں سے آتے ہیں، ان کی رہائش کے لئے مسافر خانہ قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ زائرین معمولی چارجز کے ساتھ رہائش رکھ سکیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت بی بی پاکدامن سے ملحقہ وقف رقبہ صرف 2 کنال 6 مرلے 113 مربع فٹ پر مشتمل ہے۔ یہ درست ہے کہ زائرین کی آمدورفت کے لئے یہ جگہ کم ہے۔

(ب) اگرچہ دربار شریف پر جگہ کم ہے تاہم زائرین اپنی مذہبی رسومات احسن طریقے سے ادا کرتے ہیں۔

(ج) چونکہ دربار شریف کے ایک جانب پرائیویٹ قبرستان ہے جبکہ دوسری جانب ذاتی ملکیتی رقبہ پر لوگ رہائش پذیر ہیں اس کی وجہ سے مزار کے رقبہ میں توسیع ممکن نہ ہے۔

(د) جو زائرین دربار شریف پر رات کے وقت قیام کرنا چاہیں انہیں احاطہ میں گرمیوں کے موسم میں واٹر کولر، ایئر کولر و پنکھے اور سردیوں کے موسم میں بستر وغیرہ مہیا کئے جاتے ہیں جو ہر وقت سٹور میں موجود رہتے ہیں۔ زائرین کی حفاظت کے لئے دربار شریف پر ایک پولیس چوکی قائم ہے نیز زائرین کے علاج و معالجہ کے لئے محکمہ اوقاف کی طرف سے دربار شریف کے احاطہ میں ایک ڈسپنسری قائم ہے۔

ضلع ملتان میں محکمہ اوقاف کی زرعی اراضی و دیگر تفصیلات

*1610: محترمہ نرگس پروین اعوان: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ اوقاف کی ضلع ملتان میں کس کس جگہ زرعی زمین ہے؟

(ب) کتنی زمین بنجر، غیر آباد ہے اور کتنی قابل کاشت ہے؟

(ج) کتنی زمین ٹھیکہ لیز/پٹہ پر دی گئی ہے، اس سے کتنی آمدن ہوتی ہے؟

(د) کتنی اراضی پر کس کس نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے، ناجائز قابضین سے اراضی واگزار نہ کروانے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) محکمہ اوقاف کی ضلع ملتان میں زرعی اراضیات کی فہرست مع مقام ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ضلع ملتان میں کل بنجر اراضی 470 ایکڑ 2 کنال ایک مرلہ اور قابل کاشت اراضی 1117 ایکڑ 2 کنال ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ کل 969 ایکڑ 3 کنال اراضی ٹھیکہ پر ہے جس کی آمدن -/4168400 روپے ہے۔ کل رقبہ زیر قبضہ 1007 کنال 19 مرلے ہے جس پر ناجائز قابضین کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بنجر / غیر آباد رقبہ 470ایکڑ02کنال01مرلہ
قابل کاشت رقبہ 1117ایکڑ02کنال18مرلہ
(ج) زمین جو ٹھیکہ لیز/پٹہ پر دی گئی ہے 969ایکڑ03کنال00مرلہ
حاصل ہونے والی آمدن 4168400/-روپے
(د) ناجائز قابضین کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع خوشاب میں محکمہ اوقاف کی زمین کی تفصیلات

*1678: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع خوشاب میں محکمہ اوقاف کی کتنی زمین ہے اور پی پی۔39، پی پی۔40، پی پی۔41 پی پی۔42 ہر حلقہ میں سرکاری طور پر کتنے پلاٹ بنائے گئے ہیں ان میں سے کتنے پلاٹوں پر ناجائز قبضہ ہے اور کس کس نے قبضہ کیا ہوا ہے؟

(ب) کیا حکومت ان ناجائز قابض افراد کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع خوشاب میں کل وقف اراضی تعدادی 220ایکڑ3کنال11مرلے محکمہ اوقاف کے زیر تحویل ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ پی پی39، 40، 41، 42میں واقع وقف اراضی پر کوئی سرکاری طور پر پلاٹ نہیں بنائے گئے اور نہ ہی کوئی ناجائز قبضہ ہے۔

نمبر شمار	نام وقف	اراضی تعدادی ایکڑ۔کنال۔مرلے
1	دربار حضرت سید شاہ نورپور تھل	5۔3۔22
2	دربار حضرت بادشاہاں خوشاب	0۔4۔2
3	عیدگاہ خوشاب	15۔1۔3
4	دربار فیض اللہ نورپور تھل	16۔5۔17
5	وقف اراضی واقع مٹھہ ٹوانہ	10۔4۔161
6	وقف اراضی (آمدہ انڈیا) واقع کھبکی نوشہرہ خوشاب	5۔0۔13
	میزان	11۔3۔220

(ب) جز(الف) میں درج صورتحال کے مطابق ان حلقہ جات پی پی۔39، 40، 41، 42 میں محکمہ کے زیر تحویل وقف املاک پر کوئی ناجائز قبضہ نہیں ہے۔

ضلع سرگودھا میں محکمہ اوقاف کے مزارات، مساجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1684: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا محکمہ اوقاف کے مزارات اور مساجد کہاں کہاں واقع ہیں، ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) ان مزارات کی سال 07-2006 اور 08-2007 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس ضلع میں واقع محکمہ کی مساجد پر سال 07-2006 اور 08-2007 میں کتنی رقم خرچ کی گئی ہے؟

(د) اس ضلع میں محکمہ کے کتنے ملازم کام کر رہے ہیں ان کے سالانہ اخراجات کتنے ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل 10 مزارات اور 16 مساجد ہیں جن کی تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان مزارات کی سال 07-2006 اور 08-2007 کی آمدن و اخراجات کی تفصیل بر فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ اوقاف نے جامع مسجد ضیاء و چلی معظم آباد بھلوال میں سال 07-2006 میں مبلغ -/852387 روپے تعمیر و مرمت پر خرچ کئے دیگر اخراجات کی تفصیل فلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع سرگودھا میں محکمہ اوقاف کے 53 ملازمین اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں جن پر محکمہ سالانہ مبلغ -/6700200 روپے خرچ کر رہا ہے۔ تفصیل بر فلیگ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع سرگودھا میں محکمہ اوقاف کی زمین و دیگر تفصیلات

*1690: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ اوقاف کی ضلع سرگودھا میں کس کس جگہ زمین ہے؟

(ب) کتنی زمین بنجر غیر آباد ہے اور کتنی قابل کاشت ہے؟

(ج) کتنی زمین ٹھیکہ / لیز/پٹہ پر دی گئی ہے اس سے کتنی آمدن سالانہ ہوتی ہے؟

(د) کتنی اراضی پر ناجائز قبضہ ہے، ناجائز قابضین سے اراضی واگزار نہ کروانے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ اوقاف پنجاب کی زمین 6070 کنال 17 مرلے ہے جس کی تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) زیر کاشت زرعی رقبہ 5929 کنال 17 مرلے ہے جبکہ 141 کنال بنجر قدیم رقبہ کو سات سال کے لئے ٹیوب ویل سکیم کے تحت پٹہ پر دیا گیا ہے۔

(ج) ضلع سرگودھا میں کل رقبہ 6070 کنال 17 مرلے ہے جو کہ تمام ٹھیکہ پر دیا گیا ہے اور اس سے مبلغ-/3356094 روپے سالانہ آمدن ہوتی ہے۔

(د) ضلع سرگودھا میں 17 کنال اراضی پر ناجائز تعمیرات ہیں جو کہ تاریخ قبضہ سے قبل کی ہیں ان کو واگزار کروانے کے لئے کارروائی کی جارہی ہے۔

لاہور میں محکمہ اوقاف کے زونز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1792: **جناب محمد نوید انجم**: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور کو محکمہ اوقاف نے کتنے سرکل / زون میں تقسیم کر رکھا ہے، ان سرکل / زون کے نام بتائیں؟

(ب) ان سرکل / زونز کے انچارج ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور موجودہ جگہ عرصہ تعیناتی کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان زونز / سرکل کی سالانہ آمدن 07-2006 اور 08-2007 و اخراجات کی تفصیل بیان کریں؟

(د) ان کی آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) لاہور میں محکمہ اوقاف کے تین زون (لاہور، بادشاہی مسجد، داتا دربار لاہور) کام کر رہے ہیں۔لاہور زون کے تحت 8 سرکل ہیں جن میں قصور اور شیخوپورہ سرکل بھی شامل ہیں ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان کی آمدن کے ذرائع ،کیش بکسز ، کرایہ داری مکانات و دکانات، ٹھیکہ جات اور زرپٹہ جات ہیں۔

بی بی پاکدامن لاہور کے مزار کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*1842: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بی بی پاکدامن لاہور کے مزار کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مزار کی زمین کے گردونواح میں لوگوں نے قبضہ کر کے مکان تعمیر کر لئے ہیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مزار کی زمین واگزار کرا کے اسے محکمہ اوقاف کے سپرد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) مزار بی بی پاکدامناں کا کل رقبہ 2 کنال 6 مرلے 113 مربع فٹ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ محکمہ اوقاف کے زیر تحویل دربار حضرت بی بی پاکدامناں کے رقبہ پر کسی قسم کا کوئی ناجائز قبضہ نہ ہے۔

(ج) مزار شریف کا کل رقبہ 02 کنال 06 مرلہ 113 مربع فٹ ہے جو پہلے ہی محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔

داتا دربار آئی ہسپتال سے متعلقہ تفصیلات

*1892 محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) داتا دربار آئی ہسپتال میں کل کتنا پیرا میڈیکل سٹاف ہے نام، عہدہ اور گریڈ فراہم کیا جائے؟

(ب) سال2007اور2008میں داتا دربار آئی ہسپتال سے کتنے مریضوں کو مفت ادویات فراہم کی گئیں؟

(ج) داتادربار ہسپتال کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس ہسپتال کو فراہم کی جانے والی سرکاری ادویات اہلکار پرائیویٹ میڈیکل سٹوروں پر مہنگے داموں فروخت کر دیتے ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ نے پارکوں کی صفائی کے لئے ڈیلی ویجز پر عملہ رکھا ہوا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار ہسپتال لاہور میں تعینات پیرا میڈیکل سٹاف کی فہرست تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) داتادربار ہسپتال لاہور سے سال2007اور2008میں تقریباً553137مریضوں کو مفت ادویات فراہم کی گئی ہیں۔

(ج) داتادربار ہسپتال لاہور کا کل رقبہ تقریباً4ایکڑ ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔کیونکہ داتادربار ہسپتال لاہور میں فراہم کی جانے والی تمام ادویات پر فارماسیوٹیکل کی طرف سے(Not for sale)کی سیل ثبت ہوتی ہے۔

(ہ) محکمہ اوقاف کے زیر انتظام پارک نہ ہیں۔

لاہور پی پی۔143 میں محکمہ اوقاف کی زمین ودیگر تفصیلات

*1896: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔143 لاہور محکمہ اوقاف کی کتنی زمین ہے اور کہاں کہاں واقع ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا حکومت اس زمین کو پلاٹوں کی صورت میں لیز پر دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس حلقہ میں محکمہ اوقاف کی زمین پر کچھ لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ قبضہ گروپ نے مکان تعمیر کر کے فروخت کر دیئے ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت اوقاف کی زمین کو لیز پر دے کر غریب لوگوں کو ریلیف دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) پی پی۔143 میں محکمہ اوقاف پنجاب کے زیر تحویل صرف تکیہ مستان شاہ کے نام سے موسوم اراضی تعدادی 45 کنال 8 مرلہ بند روڈ پر واقع ہے۔

(ب) وقف اراضی کو محکمانہ پالیسی کے تحت ہر سال بذریعہ نیلام عام کاشت کاری پر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا اراضی کو پلاٹوں کی صورت میں لیز پر دینے کی کوئی تجویز محکمہ اوقاف کے زیر غور نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ اراضی مذکورہ پر کسی کا کوئی ناجائز قبضہ نہ ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ اراضی مذکورہ سالانہ پٹہ پر ہے۔

(ہ) محکمانہ پالیسی کے تحت اراضی کو ہر سال بذریعہ نیلام عام کاشت کاری پر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا اراضی کو پلاٹوں کی صورت میں لیز پر دینے کی کوئی تجویز محکمہ اوقاف کے زیر غور نہ ہے

تحصیل صادق آباد میں محکمہ اوقاف کے زیر کنٹرول دربار، مدارس مساجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2161: **جناب محمد اعجاز شفیع:** کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل صادق آباد میں اوقاف کے زیر کنٹرول دربار مسجد مکتب سکول، مدارس اور مساجد کی تعداد کیا ہے اور وہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کسی بھی مسجد یا مدرسہ کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں لینے کا معیار اور طریق کار کیا ہے اور محکمہ کی تحویل میں لینے والی مجاز اتھارٹی کون سی ہے؟

(ج) کیا محکمہ کے زیر کنٹرول مساجد اور مدارس کے اخراجات، مدرسین کی تنخواہیں اور بجلی، گیس کے بل محکمہ ادا کرتا ہے؟

(د) کیا جامع مسجد چندرامی اور جامع مسجد الکوثر بستی مورن تحصیل صادق آباد محکمہ کے زیر کنٹرول ہیں؟

(ہ) اگر جز(د) کا جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ مساجد کو محکمہ کی تحویل میں لینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) تحصیل صادق آباد میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام دو (2) عدد دربار حضرت پیر موسیٰ نواب اور حضرت پیر محمد اکرم المعروف عراقی پیر ہیں۔ مزید چار مندرجہ ذیل مساجد محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہیں۔

1۔ جامع مسجد ولہار موضع ولہار

2۔ جامع مسجد گوٹھ عالو موضع گوٹھ عالو

3۔ جامع عید گاہ صادق آباد

4۔ جامع مسجد تحصیل والی صادق آباد

تحصیل صادق آباد میں کوئی مسجد مکتب یا مدرسہ محکمہ کی تحویل میں نہ ہے۔

(ب) کسی بھی مسجد یا مدرسہ کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں لینے کے لئے آمدن اور اخراجات کو مدنظر رکھا جاتا ہے محکمہ کی تحویل میں لینے کی مجاز اتھارٹی جناب ناظم اعلیٰ اوقاف پنجاب ہیں۔

(ج) محکمہ اوقاف کے زیر کنٹرول مساجد و مدارس کا جملہ انتظام وانصرام محکمہ اوقاف کے ذمہ ہے مساجد و مدارس میں تعینات عملہ اور مساجد و مدارس کا بل بجلی وسالانہ تعمیر ومرمت، طلباء کے وظائف اور گیس وغیرہ کے اخراجات محکمہ اوقاف خود برداشت کرتا ہے۔

(د) جامع مسجد چندرامی اور مسجد الکوثر بستی مورن تحصیل صادق آباد محکمہ اوقاف کی تحویل میں نہ ہیں۔

(ہ) مذکورہ بالا دونوں مساجد دیہاتی علاقے میں واقع ہیں ابھی تک ان کا سروے کیا گیا ہے اور نہ ہی کوئی تحریک / تجویز ان مساجد کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں لینے کے لئے زیر غور ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1613 pending کیا جائے اور یہ اس محکمے سے متعلقہ نہیں ہے لہذا یہ متعلقہ محکمے کو بھیجا جائے۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر 1613 pending کیا جاتا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اسے concern department کو refer بھی کر دیا جائے۔

پوائنٹ آف آرڈر

حکومت کی طرف سے ایم پی ایز کے لئے ادویات کی فراہمی

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک صاحب!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! پرسوں کے اجلاس میں ہمارے معزز اراکین نے ایک اہم نکتہ اٹھایا تھا کہ اسمبلی ڈاکٹر اور باقی تمام ہسپتالوں میں جو لسٹ جاری کی گئی ہے اس پر کافی اعتراض کیا گیا تھا کہ ہمیں sub standard ادویات مل رہی ہیں اور اس لسٹ میں جو 761 کا figure آیا ہے وہ مناسب نہیں ہے۔ ہمیں صحیح ادویات چاہئیں جن میں کسی قسم کا کوئی problem نہ ہو۔ میں نے اس سلسلے میں ہاؤس میں وعدہ کیا تھا کہ میں consult کرنے کے بعد اس کا رزلٹ یہاں پیش کروں گا۔ میں نے اس سلسلے میں ڈاکٹر اسد اشرف صاحب سے استدعا کی کہ آپ میرے ساتھ معاونت فرمائیں، پھر ہم نے محکمہ صحت کو involve کیا، پھر اسمبلی کے ڈاکٹر کو بلایا اور اس میٹنگ میں ہم نے ایک فیصلہ کیا ہے چونکہ ہمارے ایوان کے تمام ممبران بڑی پریشانی میں تھے کہ یہ معاملہ ٹھیک نہیں ہے اس لئے میں آپ کی اجازت سے چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر اسد اشرف صاحب اس میٹنگ کا فیصلہ معزز ایوان کو بتادیں تاکہ ہماری ذمہ داری پوری ہو سکے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، اس دن پالیسی کے بارے میں بات ہوئی تھی۔ تمام ممبران نے مجھ سے بھی بات کی ہے کہ ادویات کا کچھ معاملہ generic name سے چل رہا ہے اور اسمبلی کے ڈاکٹر سے بھی کئی صاحبان کی ترشی ہوئی ہے۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر اسد اشرف صاحب ہاؤس کو اس بارے میں بتائیں کہ کیا پالیسی ہے؟ ہمارے ساتھی پریشان ہیں لہذا اگر اس میں کوئی ambiguity ہے تو اسے دور کیا جائے۔ ڈاکٹر اسد اشرف صاحب بتا رہے ہیں، ذرا تمام دوست غور سے سنیں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو یہ بات کہنا چاہوں گا کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ سسٹم بھی اسی طرح ہے جیسے پہلے چل رہا تھا۔ ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ medicine کی formulary ہوتی ہے جس میں کچھ common drugs bulk میں خریدی جاتی ہیں اور وہ پورے پنجاب کے ٹیچنگ ہسپتالوں، ڈسٹرکٹ ہسپتالوں، تحصیل ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں تقسیم کی جاتی ہیں تو جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ ہماری حکومت محکمہ صحت پر خاص طور پر توجہ دے رہی ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ، میاں شہباز شریف صاحب کا concern ہے اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ پنجاب کے عوام کو صحت کے بارے میں تمام سہولتیں state provide کرے جو کہ ان کا آئینی حق بھی ہے اور وہ اس کے لئے کوشاں ہیں اس کے لئے ہماری پالیسی یہی ہے کہ کسی بھی مریض یا اس کے لواحقین کے ہاتھ میں کسی بھی میڈیکل انسٹیٹیوشن میں کسی دوائی یا کسی ٹیسٹ کے لئے پرچی نہ ہو۔ پہلے یہ تھا کہ hospital formulary میں 210 یا اڑھائی سو کے قریب drugs ہوتی تھیں۔ اب صوبے کے تمام specialists، پروفیسر حضرات، تحصیل ہیڈ کوارٹر اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کے ایم ایس صاحبان کی رائے لینے کے بعد ان ادویات کی تعداد کو بڑھا کر 761 کر دیا گیا ہے اور اس بارے میں باقاعدہ ایک notification بھی جاری ہو چکا ہے جس کا ذکر معزز ممبران نے بھی کیا ہے۔ All head of institutions, principles, professors اور ایم ایس صاحبان کو اس کی نقول بھجوائی گئی ہیں کہ وہ مریضوں کو ان ادویات میں سے prescribe کریں تاکہ لوگوں کو باہر نہ جانا پڑے۔ یہ تقریباً وہ تمام ادویات ہیں جو کسی بھی شعبے میں استعمال کی جا سکتی ہیں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت مارکیٹ میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ادویات آئی ہوئی ہیں۔ Molecule ایک ہی ہوتا ہے لیکن کئی ناموں سے وہ دوائی چل رہی ہوتی ہے۔ یہاں پر یہ تاثر لیا گیا کہ شاید وہ جو 761 ادویات ہیں صرف ان میں سے ہی prescribe کیا جائے گا جبکہ ایسا نہیں ہے۔ میں اس ایوان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ معزز اراکین یا مریض کو جو بھی دوائی چاہئے ہو گی وہ ملے گی۔ اگر وہ ان 761 ادویات میں نہیں ہے اور وہ سرکاری ہسپتال میں داخل ہیں یا ان کے معالج نے prescribe کیا ہے تو ایم ایس صاحبان یا ادارے کے سربراہ کو اختیار ہے کہ وہ مارکیٹ سے اسے خرید کر دے۔ ہمارے معزز اراکین یا دوسرے مریض کسی کو بھی جس دوائی کی ضرورت ہو گی، اس کی needs کے مطابق اگر ہسپتال میں وہ دوائی میسر ہے تو وہ مہیا کی جائے گی اور اگر ہسپتال میں میسر نہیں ہے تو باہر سے خرید کر مہیا کی جائے گی۔ اس کے علاوہ میں ایک اور بات بھی عرض کرنی چاہوں گا کہ اگر کسی کو کوئی ایمر جنسی ہو گئی ہے،

وہاں پر پبلک سیکٹر کی medical facility نہیں ہے اور اسے private medical treatment لینی پڑتی ہے تو اس کا case بھی process کر کے reimburse کیا جا سکتا ہے۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے ایک اجلاس میں طے پایا تھا کہ اگر کسی محکمہ کے سوالات کے جوابات مکمل نہ ہو پائیں تو ان کو ختم نہیں کیا جائے گا بلکہ وہ آئندہ اجلاس میں پیش کئے جائیں گے۔ آج چونکہ کافی سارے سوالات پیش نہیں کئے جا سکے ان میں شورکوٹ اور چنیوٹ سے متعلق میرے بھی دو سوالات تھے۔ محکمہ اوقاف کی زمینوں سے درخت خورد برد کئے گئے، ان کو فروخت کیا گیا اور ان کا کوئی حساب وکتاب محکمہ کے پاس نہیں ہے۔ ان کا جواب ابھی تک نہیں آیا تو میری یہ گزارش ہو گی محکمہ اوقاف کو یہ ہدایت کی جائے کہ آئندہ اجلاس میں ان سوالات کے جوابات بھی لے آئیں۔ میں اس موقعے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے معزز رکن افتخار احمد بلوچ صاحب کو محکمہ اوقاف کا پارلیمانی سیکرٹری مقرر ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! جن سوالات کے جوابات نہیں آتے وہ automatically pending ہو جاتے ہیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر 2، رائے فاروق عمر خان صاحب کی ہے۔ ان کی طرف سے request آئی ہوئی ہے کہ اس کو منگل تک pending کیا جائے تو یہ تحریک استحقاق منگل تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 6، محترمہ سکینہ شاہین خان صاحبہ کی ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 7، چودھری شفیق احمد گجر صاحب کی ہے یہ آج تک کے لئے pending ہوئی تھی۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

ایس پی مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

(----جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس حوالے سے آج میں نے متعلقہ آفیسر کو بلایا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آج moverاور اس آفیسر کو بٹھا کر اس معاملے کو resolve کر دیا جائے گا۔اس تحریک کو آپ بدھ تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، بالکل آپ ان کی میٹنگ کروادیں۔ میرا خیال ہے کہ گجر صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں۔اگر وہ آج موجود نہیں ہیں تو آپ Monday کو ان کی میٹنگ کروادیں تو یہ تحریک استحقاق بدھ تک pending کی جاتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!تحاریک استحقاق کمیٹی کو refer تو ہو رہی ہیں لیکن ابھی تک ہماری اسمبلی کی استحقاق کمیٹی operational نہیں ہو سکی تو اس کے لئے بھی مہربانی کر کے کوئی حکم صادر فرمادیں کیونکہ جو تحاریک اگست ستمبر کی جمع ہیں ان پر بھی ابھی تک کوئی action نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اس میں یہ ہے کہ کمیٹی تو بن چکی ہے البتہ اس کے چیئرمین کا انتخاب ہونا باقی ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ جلدی ہو جائے گا۔لاء منسٹر صاحب!اس بارے میں کوئی یقین دہانی کروا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!کمیٹی تو بن چکی ہے اب اس کے چیئرمین کا انتخاب ہونا ہے جو کہ اس اجلاس کے فوراً بعد کمیٹی کا اجلاس بلا کر کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:لغاری صاحب!میرا خیال ہے کہ آپ نے سنا نہیں ہے۔ وزیر قانون صاحب کہہ رہے ہیں کہ اس اجلاس کے فوری بعد استحقاق کمیٹی کے چیئرمین کا انتخاب کر لیا جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جی، بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اب اگلی تحریک استحقاق نمبر8، میجر(ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا صاحب کی طرف سے ہے۔جی، رانا صاحب!

حکومت اور پرائیویٹ کنسٹرکشن کمپنی کے معاہدہ B.O.T کے تحت اسمبلی کو قانون سازی سے روکنا

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے ایک پرائیویٹ کنسٹرکشن کمپنی کے ساتھ غالباً 2003 میں معاہدہ کیا، جو B.O.T(Built Operate and Transfer) کی بنیاد پر فیصل آباد سے لاہور سڑک کی تعمیر کے متعلق ہے۔ اس معاہدہ میں ایک شق شامل کی گئی ہے جس کے مطابق پنجاب گورنمنٹ اس معاہدہ کے متعلق قانون سازی نہیں کر سکتی۔ میری دانست میں یہ مجوزہ قوانین اور پاکستان کے آئین کی خلاف ورزی ہے اور اس شق کے ذریعے سے صوبہ کے تمام منتخب نمائندگان کے استحقاق کو مجروح کیا گیا ہے جس کی بنا پر پنجاب اسمبلی کے ممبران کے ہاتھ باندھ کر تضحیک کی گئی ہے اور جس مقصد کے لئے یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی ہے اس مقصد کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معاملہ اس طرح سے ہے کہ معزز ممبر رانا عبدالرحمٰن صاحب دراصل اس بات کو confuse کر رہے ہیں کہ شاید اس معاہدے کی رو سے اس معزز ہاؤس کو legislate کرنے سے روکا گیا ہے یہ تو ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ اس معزز ہاؤس کا استحقاق ہے اور جس area میں قانون سازی کرنے کا اس معزز ہاؤس کو استحقاق ہے اس کے بارے میں اگر ایسا کوئی معاہدہ یا قانون ہو تو آئین کی رُو سے اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ دراصل اس میں معاملہ یہ ہے کہ اس معاہدہ کی رو سے حکومت پنجاب نے یہ undertake کیا ہے کہ ہم آپ کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں کریں گے یا کوئی administrative action نہیں لیں گے۔ دراصل اس میں ہوتا یہ ہے کہ اگر کوئی foreign companies بہت بڑا سرمایہ لے کر آتی ہیں جو کہ کروڑوں، اربوں میں ہوتا ہے اور اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ جناب ہم یہ منصوبہ بنائیں گے اور اس کے بعد اس منصوبے کی آمدن سے ہم اپنے پیسے وصول کریں گے، گورنمنٹ اس وقت انھیں کچھ نہیں دے رہی

ہوتی تو پھر آخر انھیں ایک sort of guarantee تو دینا پڑتی ہے۔اگر آپ ان سے یہ کہیں کہ ٹھیک ہے آپ اتنے ارب روپے invest کر دیں اور اس کے بعد اگلے دن آپ اس معاہدے کو violate کر دیں تو پھر اس طرح سے کوئی بھی کمپنی آگے نہیں آئے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ تھوڑا سا حساس ہے۔اس کو آپ کم از کم ایک ہفتے کے لئے pending فرمادیں۔اس agreement کو بھی ہم منگوا لیتے ہیں اور متعلقہ محکمے کے سیکرٹری کو بھی بلا لیتے ہیں اور ساتھ معزز رکن کو بٹھا کر اس کو پوری طرح سے دیکھ لیتے ہیں کہ ہم اس میں کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جس کی وجہ سے ایسی کمپنیاں جو foreign investment کر کے گورنمنٹ کا ہاتھ بٹانا چاہتی ہیں اور ایسے منصوبے مکمل کرنا چاہتی ہیں جس میں سارا سرمایہ بھی ان کا ہو گا اور اپنا پیسا بھی وہ ان منصوبوں کی آمدن سے وصول کریں گی اس کے بعد وہ منصوبے بھی گورنمنٹ کو transfer کر دیں گی اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک حساس مسئلہ ہے اس پر تھوڑا سا غور و فکر کر لیتے ہیں۔اول تو میں سمجھتا ہوں کہ محرک کی satisfaction ہو جائے گی ورنہ یہ معاملہ دوبارہ House میں لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: گزارش ہے کہ جو کچھ وزیر قانون نے کہا سر آنکھوں پر لیکن ابھی میں نے اپنی short statement ہی نہیں دی اور اس کی وضاحت ہی نہیں کی، اس سے پہلے وزیر قانون نے اپنا جواب دے دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: طریق کار تو یہی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ جیسا کہ وزیر قانون نے کہا ہے یہ ایسا ممکن ہی نہیں ہے لیکن جو concession agreement ہے، جس کتاب کو اس agreement کے مطابق مقدس قرار دیا گیا ہے، جس کتاب کو حاصل کرنے کے لئے بھی مجھے ایک سال لگ گیا کہ میں کتاب کو دیکھ سکوں، پڑھ سکوں۔اس کتاب سے ہی میں اقتباس پیش کرنا چاہوں گا۔section 5.2.1of the concession agreement، اس کو میں انگریزی میں پڑھنا چاہوں گا کیونکہ یہ agreement انگریزی میں ہے۔

> "Subject to the terms of this agreement, the Government of Punjab undertakes during the tenure of this agreement, it will not take any action

administrative or legislative in nature that they have the consequence of suspending or changing or terminating the terms of this agreement to the detriment of the private company.”

جناب والا! گورنمنٹ آف پنجاب تو کوئی legislation نہیں کرتی۔ گورنمنٹ آف پنجاب اگر کوئی legislation کرتی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ specific line دوبارہ پڑھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: ساری پڑھوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ جو ہے کہ ..... Government of Punjab can not۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: اس میں لکھا ہے کہ:

The Government of Punjab undertakes during the tenure of this agreement, it will not take any action administrative or legislative in nature.

جناب والا! یہ فقرہ ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب کا نام لکھ دیا گیا ہے، گورنمنٹ آف پنجاب نے اس اسمبلی کے through legislation کرنی ہے۔ اگر اس طرح ایک پرائیویٹ کمپنی کو اجازت دے دی جائے اور جو بھی اس وقت کی حکومت تھی اس کو اس بات کی اجازت دے دی جائے کہ وہ legislation نہیں کرے گی تو پھر اس طرح ہر معاہدے میں یہ شق آ جائے گی کہ آپ اس پر قانون سازی نہیں کر سکتے۔ پھر اس House کا، ان لوگوں کا جو یہاں پر ممبران منتخب ہو کر آئے ہیں اور ان کا یہ حق کہ وہ legislation کر سکتے ہیں وہ کیسے محفوظ ہو سکتا ہے۔ پھر اس agreement کے اوپر دستخط کن ہستیوں کے ہیں، وہ بھی ایک دیکھنے والی چیز ہے۔ وہ دستخط جس نے agreement accept کیا وہ اس وقت 2003 میں سیکرٹری مواصلات و تعمیرات تھے اور اس وقت کے ایک سینئر بیوروکریٹ تھے۔ دوسرے جو دستخط کروانے والے ہیں، میں تو یہ بھی نہیں مانتا کہ یہ agreement کی terms ہیں بلکہ یہ ایک dictation کی term ہے کیونکہ دوسری جانب میجر جنرل شاہد نیاز جو اس وقت وردی کے اندر تھے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس agreement کی spirit کیا ہے۔ نہ ہی اس کے اندر foreign investment جیسا کہ وزیر قانون نے کہا foreign

currencyیاforeign investmentکیinvolvementہے۔ یہ ایک پرائیویٹ پاکستانی کمپنی ہے،F.W.O جو کہ ایک سرکاری ادارہ ہے اس کے 65فیصدsharesہیں، اس کے اندر کوئی ایسی شرط نہیں ہے کہ ہم کہیں کہ اس پر مزید غور کیا جائے۔ یہ پاکستان کے آئین کی متصادم کلاز ہے اس لئے میں یہ چاہوں گا آج آپ اس پر یہ رولنگ دیں کہ اسagreementکوnull and videقرار دیا جائے۔ یہagreementاس وقتagreementہی نہیں رہتا جس کے اندر یہ کلاز ہو۔ جو بھی چیز آئین کے خلاف ہو، جو بھی چیز اس اسمبلی کے استحقاق کے خلاف ہو وہ اس میں شامل ہو سکے۔ آج مجھے یہ پتا نہیں کہ 2003 سے لے کر آج تک یہagreementکس طرح سےoperationکے اندر ہے اور صرف یہی نہیں اسagreementکی وجہ سے آج بھی ہزاروں لاکھوں لوگ اس سڑک پر لوٹے جا رہے ہیں۔ میں پچھلے ایک سال سے یہ آواز بلند کر رہا ہوں کہ ہماری مدد کیجئے۔ اس سڑک پر لاکھوں گاڑیاں چلتی ہیں جس سڑک کے متعلق یہagreementہے آج بھی وہovercharging کر رہے ہیں۔ ان کو یہ بھی پتا چل چکا ہے کہ یہ مسئلہ پچھلی دفعہ بھی اسمبلی میں آیا تھا اور رانا ثناء اللہ خان کی معرفت آیا تھا۔ انہوں نے اس کے اوپر تقریر کی تھی، ان کو اس بات کا بھی پتا ہے کہ پچھلے ایک سال سے اسمبلی کے ممبران چیخ و پکار کر رہے ہیں اور یہ مسئلہ استحقاق کمیٹی کے پاس پہلے سے موجود ہے لیکن اس پر ابھی تک کوئی عمل نہیں ہوا۔ اس مسئلے کوpendingکرنے سے، استحقاق کمیٹی میں پیش نہ کرنے سے ان لوگوں کی مزید حوصلہ افزائی ہو گی۔ اصل میں ان کی سوچ کو دیکھنے والی بات ہے اس میں صرف ایک ہیclauseنہیں ہے، جب یہ کتاب بر سر عام آئے گی تو آپ کو پتا چلے گا کہ کتنی clauses against public interestہیں اس لئے میری یہ درخواست ہے کہ مہربانی فرما کر اس تحریک کو ایک تو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے دوسری بات یہ ہے کہpriorityپر استحقاق کمیٹی بنائی جائے اور اس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نکلنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! ایک تو ان کا یہ کہنا ہے کہ آپ کی تقریر ان کو مہنگی پڑ گئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ جب ایک تحریک استحقاقself explanatoryہو، اس میں پوری بات کی وضاحت ہو تو اس کے لئے short statementدینا کوئی ضروری نہیں ہوتا۔ اس تحریک میں انہوں نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کے بعد ویسےshort statementکی ضرورت نہیں تھی۔ بہر حال انہوں نے اپنی بات کو تھوڑا سا اور تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔

آپ دیکھیں کہ پورا معزز ایوان یہاں پر تشریف فرما ہے۔ اس میں دو چیزیں ہیں یعنی ایک ایسا معاہدہ کرنا جو کہ عوام کے مفادات کے خلاف ہو ایسی شرائط کو تسلیم کرنا جو عوام کے مفادات کے خلاف ہوں یہ تو اپنی جگہ پر ایک علیحدہ بات ہے اور جن لوگوں نے ایسا کیا، جن لوگوں نے کوئی ایسی شرائط رکھیں ان لوگوں نے میں سمجھتا ہوں کہ زیادتی کی اپنے office سے بھی اور اس معاہدے کی رو سے پنجاب کے عوام سے بھی لیکن جو بنیادی بات ہے وہ یہ ہے کہ کوئی پرائیویٹ کمپنی، کوئی غیر ملکی کمپنی ہے یا پاکستان made کمپنی ہو، آپ اس سے یہ کہیں کہ آپ ایک ارب روپے اپنے پاس سے invest کریں۔ اس کے بعد کہیں کہ اس منصوبے سے ہی آپ نے اپنا ایک ارب روپیہ واپس لینا ہے اور اس منصوبے کو گورنمنٹ کو واپس transfer بھی کرنا ہے۔ پھر بھی اگر آپ اس کو یہ گارنٹی نہ دیں کہ جو معاہدہ ہم آپ سے کر رہے ہیں جب تک آپ کے پیسے پورے نہیں ہوں گے ہم اس معاہدے کی پابندی کریں گے یہ تو ایک اخلاقی بات ہے، قانونی بات ہے۔ اگر یہ بھی آپ نہ کریں اور اس کے بعد آپ اسے دھوکہ دیں پہلے آپ اس سے ایک ارب روپے invest کروالیں اس کے بعد تیسرے مہینے کوئی نیا رول بنالیں اور قانون سازی کر کے اس معاہدے کو altogether change کر دیں تو اس طرح سے وہ investment جس کو ہم چاہتے ہیں جو کہ اس صوبے کے مفاد میں ہے۔ ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ ہم اپنے وسائل سے اس صوبے کو development کی اس سطح پر لے جائیں جہاں پر ہم لے جانا چاہتے ہیں کیونکہ ہمیں foreign companies سے foreign investment اور جو ملکی کمپنیاں ہیں ان سے بھی investment کی ضرورت ہے اس لئے ان کو کوئی ایسا طریق کار دینا لازمی ہے کہ وہ اپنی investment کو محفوظ سمجھیں۔ اب اس سے ایک طرف تاثر یہ جائے گا جیسے یہ فرما رہے ہیں کہ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ان کو حوصلہ ملے گا دوسری طرف تاثر یہ بھی جائے گا کہ اس قسم کے جتنے بھی منصوبے ہیں وہ سارے کے سارے متاثر ہوں گے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر معزز ممبر کا اور اس House کا بعض چیزوں پر concern ہے، مثال کے طور پر اگر انہوں نے toll plaza زیادہ بنائے ہیں یا وہ عوام سے پیسے زیادہ وصول کر رہے ہیں تو اس سلسلے میں کمپنی سے بھی بات کر لی جائے اور گورنمنٹ کا نمائندہ بھی بیچ میں بیٹھے، یہ بھی بیٹھیں اور ہم اس کا کوئی solution نکال لیں۔ بجائے اس کے کہ ہم ان کو اس طرف لے کر جائیں کہ آپ نے آئین کی خلاف ورزی کی ہے یا قانونی کی خلاف ورزی کی ہے لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے یہ معاہدہ اب ہو چکا ہے۔ پنجاب گورنمنٹ نے ہی اس معاہدے پر دستخط کئے ہیں۔ اس کی پابندی اب پنجاب حکومت پر

لازمی ہے۔ اس قسم کے معاہدے ہونے چاہئیں، نہیں ہونے چاہئیں، یہ اب بیٹھ کر decide ہو جائے گا لیکن جو کچھ اب 2003 میں کر چکے ہیں اس کو اگر آپ violate کریں گے تو پھر ہائی کورٹس موجود ہیں، سپریم کورٹ بھی موجود ہے اس لئے اس کی پابندی تو کرنی پڑے گی لیکن یہ ہے کہ اس معاملے کو دیکھنے سے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے بھی ان کی بات کو reject نہیں کیا بلکہ میں نے ان کی بات کو accept کیا ہے کہ اس معاملے کو بیٹھ کر resolve کر لیتے ہیں، privilege committee میں بھی یہی ہونا ہے۔ یہ بات جو privilege committee میں تین ماہ بعد جا کر ہو گی میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ آج سے تین دن بعد ہم بیٹھ جاتے ہیں اور اس معاملے کا کوئی حل نکال لیتے ہیں۔ اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ میں نے تو ان کی بات کو priority دی ہے نہ کہ میں نے ان کی بات کو delay کرنے کی بات کی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ، ایک منٹ۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ انہوں نے اس clause کی ایک line پڑھی ہے جس کے اندر right of legislation کی بات ہے، مطلب آپ اس اسمبلی سے right of legislation لے رہے ہیں جو کسی طرح بھی binding نہیں ہو سکتی اور میں سمجھتا ہوں کہ ڈکٹیٹر شپ کی بدترین سے بدترین صورت میں بھی اس طرح نہیں ہوتا ہے اور ہم جب supremacy of parliament کی بات کرتے ہیں تو frankly میں خود بھی یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے agreements کرنا اور ان پر عملدرآمد کرنا اس پارلیمنٹ کی تضحیک ہے۔ جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے یہ بڑا sensitive and grave issue ہے اس کے اوپر آپ بالکل انہیں ملیں کیونکہ ابھی آپ اپنی ایک تحریک استحقاق سے جو ایک point سامنے لے کر آئے ہیں اس پر ان سب کو بلا کر پورا agreement منگوالیں گے اور next week میں جب اسمبلی کی next sitting ہو گی اس کے اندر وہ رپورٹ اسمبلی میں پیش کریں گے اور اگر اس طرح کی کوئی چیز ہوئی تو پھر اس ہاؤس کا جو استحقاق بنتا ہے وہ بالکل استعمال ہو گا اور اس کے اوپر ہم انشاء اللہ تعالیٰ implementation بھی کروائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ایک بات تو یہ ہے کہ اس کو اس طرح سے interpret کیا جا رہا ہے کہ یہ ہاؤس legislate نہیں کر سکتا ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اس ہاؤس کے legislate کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔ یہاں پر private member bill کے ذریعے legislation ہو سکتی ہے، یہاں پر کوئی ممبر اس معاہدے میں کی ہوئی کسی بھی بات

کو null and void قرار دینے کے لئے اپنی طرف سے بل لا سکتا ہے۔ اس میں صرف یہ ہے کہ گورنمنٹ آف دی پنجاب جو اس معاہدے کی ایک پارٹی ہے وہ پارٹی بیٹھ کر طے کر کے دوسری پارٹی سے investment کروا کر وہ پارٹی back نہیں ہو سکتی۔ یہاں پر گورنمنٹ آف پنجاب کی بات ہے، گورنمنٹ آف پنجاب under take کر رہی ہے کیونکہ گورنمنٹ آف پنجاب اس معاہدے کی ایک پارٹی ہے۔ اب اگر یہ نہیں ہوگا تو پھر ہمیں ایک شق یہ ڈالنی پڑے گی یا آئندہ یہ ڈالی جائے گی کہ اگر گورنمنٹ آف پنجاب کسی level پر یا کسی وقت اس معاہدے کو terminate کر سکتی ہے، اس معاہدے کے خلاف کوئی قانون سازی کر سکتی ہے لیکن جب کرے گی تو پھر اس کو compensate کرے گی۔ بات یہ ہے کہ اگر ایک ارب روپے کا ایک منصوبہ ہے اور اس میں انہوں نے ایک سال میں 10 کروڑ روپیہ حاصل کیا ہے تو پھر 90 کروڑ گورنمنٹ کو دینے پڑیں گے یعنی یہ بالکل ایک transparent بات ہے کہ آپ نے جب کسی پارٹی سے investment لینی ہے تو پھر آپ نے اس کی investment کی گارنٹی تو دینی ہے لیکن اس شق سے یہ inference کرنا کہ اس ہاؤس کو legislate کرنے کا اختیار ختم کر دیا گیا ہے یہ بالکل غلط ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میرے خیال میں بہتر یہی ہے کہ وہ آپ کے پاس آ جاتے ہیں، آپ متعلقہ کمپنی کو بلا کر پورا agreement منگوا لیں اور بیٹھ کر in depth دیکھ لیں اور اس کے بعد ہاؤس کے سامنے جو بات آتی ہے تو پھر اس کے حوالے سے اس پر ضرور کارروائی کی جانی چاہئے۔ جی، رانا صاحب!

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس میں چند وضاحتیں ضروری ہیں۔ لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ چونکہ یہ معاہدہ ہو چکا ہے اس لئے ہمیں اسے follow کرنا پڑے گا اور آئندہ کے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کیا جائے کہ ایسا معاہدہ نہ ہو۔ قتل بھی ہو جاتا ہے وہ تو ہو چکا ہوتا ہے پھر اس کی سزا کیوں دی جاتی ہے؟ اس لئے یہ بات کہہ دینا کہ یہ معاہدہ ہو گیا ہے اس لئے ہم اس کو touch نہیں کر سکتے، یہ بات نہیں ہے۔

انہوں نے دوسری بات کی کہ ہم نے پارٹی کا پیسا لگوایا ہے اور اگر ایک ارب روپے لگوا کے اور انہوں نے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں کہ اگر ہم دھوکہ دہی سے۔۔۔ تو جب legislation کی بات آئے گی تو legislation ایک آدمی نہیں کرتا، legislation یہ 371 ممبران کرتے ہیں، یہ سارے بے وقوف یا پاگل نہیں ہو جائیں گے یا وہ کسی پرائیویٹ پارٹی سے دھوکہ دہی کی بات نہیں کریں گے

جب تک وہ معاہدہ پبلک کے interest کے اندر ہے، جب تک وہ معاہدہ user کے interest کے اندر ہے۔ دوسری چیز، پنجاب کے اندر build operate and transfer کا پراجیکٹ نہیں چل رہا، پچھلے 10 سال کے اندر صرف ایک پراجیکٹ چلا ہے اور اس کے اندر بھی اس وقت کی گورنمنٹ آف پنجاب نے جب یہ معاہدہ کیا تھا یا یہ build operate transfer کا سسٹم رائج کیا تھا تو اس کے متعلق کیا کوئی قانون سازی ہوئی، کیا contract act موجود ہے؟ اگر اس کو contract act سے باہر لے کر جاتے ہیں تو پھر B.O.T کی base کے اوپر نئی قانون سازی ہونی چاہئے تھی، بغیر کسی قانون کے یہ معاہدہ کیا گیا اس کو کسی قانون کی coverage حاصل نہیں ہے کیونکہ یہ contract act کے تحت آتا ہے اور نہ ہی B.O.T کے تحت کوئی سپیشل قانون بنایا گیا ہے جبکہ ضرورت اس امر کی تھی کہ اگر development کے اندر یہ سسٹم رائج کرنا تھا تو پہلے B.O.T basis کے اوپر قانون سازی کی جاتی کیونکہ contract act کے اندر صاف دیا گیا ہے کہ کوئی بھی معاہدہ پبلک کے مفاد کے خلاف نہیں کیا جا سکتا۔ پبلک کا مفاد تو ایک طرف چھوڑ دیجئے وہ تو میں ایک سال سے پیچھا کر رہا ہوں اور ایک سال سے اس علاقے کے پانچ ممبران directly متاثر ہیں اور جن لوگوں نے ہمیں ووٹ دیا وہ بھی متاثر ہیں۔ آج تک کوئی بات نہیں سنی گئی۔ مجھے بتا دیجئے کہ پنجاب کے کسی حصے میں 114 کلومیٹر کا سفر کر کے ایک کار 100 روپیہ اور ٹرک 900 روپیہ ایک سائیڈ کا ٹیکس دیتا ہے تو کہیں پر مجھے یہ ریٹ بتا دیا جائے کیا اس ٹول ٹیکس کی وجہ سے مہنگائی نہیں بڑھی؟ کیا وہی پیسا عوام کو اپنی جیب سے نہیں دینا پڑ رہا؟ وزیر موصوف نے کہا کہ ایک ارب روپیہ خرچ ہوا ہے میرے حساب کتاب سے یہ پراجیکٹ 4.5۔ارب روپے سے تیار ہوا جبکہ اس کی actual cost 2۔ارب روپے تھی اور اس کمپنی نے 25 سال کے بعد 82۔ارب روپیہ لوگوں سے وصول کرنا ہے، کہاں کا یہ کاروبار ہے کہ 2۔ارب روپیہ لگا کر 82۔ارب کا منافع حاصل کیا جائے اور دوسری بات یہ کہ کسی پارٹی کا پیسا نہیں ہے اس پاکستان کے اندر F.W کون سی پرائیویٹ پارٹی ہے۔ F.W کے پاس پیسا حکومت پاکستان کا ہے اور اس کے اندر اس کے 65 percent shares ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کو پرائیویٹ پیسا ظاہر کیا جائے۔ اسی کے متعلق جب C&W نے میرے سوال کا غلط جواب دیا تو اس پر میں نے تحریک استحقاق پیش کی ہوئی ہے کہ F.W کا پیسا private money نہیں ہے۔ عجیب بات ہے کہ گورنمنٹ ہی پیسا خرچ کرے اور گورنمنٹ ہی 2۔ارب سے اٹھا کر 82۔ارب روپیہ پبلک سے وصول کرے تو اس کے لئے میری

گزارش یہ ہوگی کہ آپ جو فیصلہ کریں میں تسلیم کرتا ہوں لیکن اگر تحریک استحقاق پر directly پیش کر دیا جائے تو بڑی مہربانی ہوگی اور اگر آپ چاہیں تو اس پر ہاؤس میں voting کروالی جائے یا directly تحریک استحقاق جانی چاہئے یا نہیں کیونکہ یہ discussions سیکرٹری C&W کے ساتھ پچھلے ایک سال سے ہو رہی ہیں۔ اس علاقے کے ہم 5 ایم پی اے کئی دفعہ ان کے پاس گئے ہیں لیکن ان کے کان پر کوئی جوں تک نہیں رینگتی اور ایک سال کی کوشش کے بعد یہ کتاب ملی ہے تو میرا خیال ہے باقی 4 سال ہمیں اسی طرح تقریریں کرتے گزر جائیں گے اور 5 سال کے بعد لوگ ہمارے گریبان پکڑیں گے کہ آپ ہمیں ایک ٹول ٹیکس تو معاف نہیں کرا سکے، آپ ٹول ٹیکس کے ریٹ تو کم نہیں کرا سکے کیونکہ جہاں پر بھی ٹول ٹیکس لگا ہے وہ 5 روپے ہیں یا زیادہ سے زیادہ 10 روپے ہیں وہاں پر 5 ٹول پلازے ہیں اور وہاں پر ایک وقت کے اندر ایک کار 85 روپے ادا کر رہی ہے، یہ کہاں کا ریٹ ہے؟ اس کے بعد پھر high speed road بنائی گئی اس لئے کہ وقت بچے گا، 114 کلو میٹر کے اندر 5 ٹول پلازوں پر میرا ہر روز آنے جانے پر آدھے سے پونا گھنٹہ ضائع ہوتا ہے کیونکہ وہاں پر لمبی لائنیں لگی ہوئی ہیں۔ پھر بھی ہم ان کے لئے اتنا نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر کیا وجہ ہے؟ وہ وردی والے ہیں شاید اس لئے ہم ڈرتے ہیں، اس لئے ہماری supremacy ختم ہو چکی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں یہ سمجھتا ہوں کہ کیا اس وقت کی حکومت بھی اب ان وردی والوں کے ساتھ چلنا چاہتی ہے اور ہم ایک طرف یہ condemn کرتے ہیں کہ ان کا یہ کوئی کام نہیں ہے کہ وہ اپنا دفاع چھوڑ کر سڑکوں کی construction کا کام کرنا شروع کریں اور دوسری طرف ہم انہیں concession دینے کے لئے تیار ہیں تو اس کے بعد میں یہ فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں کیونکہ یہ تحریک استحقاق میری ذات کے متعلق نہیں ہے، یہ تحریک استحقاق پورے پنجاب بلکہ پورے پاکستان کی عوام کی طرف سے ہے جو اس سڑک کو استعمال کرتے ہیں۔ بہت مہربانی، بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سینئر وزیر صاحب!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ پانچ ممبران اسمبلی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ پورے فیصل آباد، جھنگ، بھکر اور جو لوگ بھی ادھر سے آتے ہیں ان کا مسئلہ ہے۔ یہ آدھے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ میجر صاحب نے جس issue کی نشاندہی کی ہے یہ بڑا sensitive issue ہے۔ جب یہ بنایا گیا تو اس میں کروڑوں روپے کا گھپلا ہوا اور اب وہ پارٹی یہاں سے کروڑوں

روپے کا منافع بھی کما رہی ہے۔ رانا صاحب نے جس طرح کہا ہے تو میں میجر صاحب سے سو فیصد اس پر متفق ہوں لیکن اگر اس کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ جلد نتائج نہیں آئیں گے۔ آپ اس کو pending رکھیں۔ اگر رانا صاحب، میں، میجر صاحب اور ایک دو آدمی مل بیٹھ کر اس کو حل نہ کر سکے تو پھر اس کو استحقاق کمیٹی کو بھیج دیں گے کیونکہ یہ فوری notice لینے والا issue ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہم خود بیٹھ کر اس پر فیصلہ کریں اور اس میں قانون کو بھی دیکھ لیں اور تمام چیزیں بھی دیکھ لیں۔ اگر اس فیصلے پر میجر صاحب یا ہم نے سمجھا کہ لوگوں کو صحیح فائدہ نہیں پہنچ رہا تو پھر ہم اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! دراصل میجر صاحب نے جو تقریر تیار کی ہوئی تھی وہ انھوں نے ساری کی ساری کرنی تھی۔ مسئلہ صرف یہ ہے کہ جو بات وہ کر رہے ہیں ہم اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ اس مسئلے کو حل کیا جائے۔ جہاں تک یہ بات کرتے ہیں کہ وردی والوں سے ڈر گئے ہیں تو وردی والوں کا ہم ہر طرح مقابلہ کرتے رہے ہیں اور میجر صاحب کو خود پتا ہے کہ یہ کیا کرتے رہے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی تقریر کریں لیکن اس میں اس قسم کے حصوں کو شامل نہ کریں۔ وردی والوں سے کون ڈرتا رہا ہے اور کون ان کے ساتھ رہا ہے، یہ سب کو پتا ہے، یہ حقائق کی باتیں ہیں۔ اس وقت بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ بالکل ہے اور جس طرح سینئر وزیر صاحب نے کہا ہے کہ جن لوگوں نے یہ معاہدہ کیا ہے اگر وہ لوگ سزا کے مستحق پائے گئے تو میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت اس میں ایک فیصد بھی agitate نہیں کرے گی۔ اس معاملے کو یہ چاہتے ہیں کہ چھ مہینے چلتا رہے اور رپورٹار پورٹی ہوتی رہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کا جو ابتدائی حل ہے وہ ہم ایک ہفتے میں کر دیں تاکہ وہاں سے جو لوگ گزرتے ہیں ان کو کم از کم کوئی نہ کوئی ریلیف تو مل سکے۔ مثال کے طور پر انھوں نے کہا ہے کہ وہاں ٹول پلازوں پر لائنیں لگتی ہیں، انھوں نے کہا کہ وہاں ٹول پلازوں کا ریٹ بڑھا رہے ہیں۔ اگر ہم وہ معاہدہ دیکھیں اور مثال کے طور پر اس معاہدے میں ایک specific rate ہے کہ جب یہ سڑک مکمل ہو جائے گی تو وہ کمپنی کار سے 10 روپے لے سکتی ہے، ٹرک سے 20 روپے لے سکتی ہے اور بس سے 30 روپے لے سکتی ہے لیکن وہ کار سے 100 روپے لے رہے ہوں اور ٹرک سے جیسے انھوں نے کہا ہے کہ 900 روپے لے رہے ہوں تو کیا اس بات کو فوری طور پر روکا جانا مناسب ہے یا اس بات کو لمبے عرصے کے لئے پڑا رہنے دیں؟ میں یہ چاہتا

ہوں کہ اس میں میجر صاحب بیٹھیں، سینئر وزیر بیٹھیں، وزیر خوراک بیٹھیں اور باقی آدمیوں کو شامل کر کے اس میں معاہدے کو آگے پیچھے کئے بغیر جو ابتدائی ریلیف اور بہتری ہم موقع پر کر سکتے ہیں۔ اس کو ہم اب کر دیں اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ معاہدے کے خلاف ہم کیا action لے سکتے ہیں، کیا legislate کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے؟ یہ تو بعد کی بات ہے۔ اب ہم legislation میں پڑے ہوئے ہیں کہ ہم یہ کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے لیکن لوگوں کو جو تکلیف ہو رہی ہے، جو سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں روزانہ آتے ہیں ان کے لئے کم از کم کچھ تدارک کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک ہفتے کے اندر اگر ہم حل کر دیں تو اس میں کوئی مضائقے والی بات نہیں ہے۔ باقی جو تقریر وہ تیار کر کے لائے تھے وہ بھی انھوں نے ساری کر لی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اب یہ معاملہ اسی طرح سے resolve ہونا چاہئے تاکہ لوگوں کو اس سے فائدہ پہنچ سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا محمد افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سلیکٹ کمیٹی نے چھ مہینے اس پر debate کی ہے۔ یہ ایک ٹیکنیکل معاملہ ہے۔ اس معاہدے کے اندر اس طرح کی clauses موجود ہیں کہ یہ معاہدہ عدالت میں بھی نہیں لے جایا جا سکتا۔ انھوں نے معاہدے کی کاپی کمیٹی کو دینے سے انکار کیا اور ہمارے اصرار پر law ministry کے through اجازت لے کر ہماری اسمبلی کو معاہدے کی کاپی دی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ادارے کو بلا کر اس ادارے کے ساتھ discussion کرنے کا معاملہ نہیں ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ اس معاہدے میں کیا غلطیاں کی گئیں۔ پہلے ہم اپنے گھر کو درست کریں۔ اگر حکومت پنجاب نے ایک bad contract کیا ہے تو آج ہماری ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس contract کو study کرے کہ اس کے اندر جو bad clauses ہیں جن پر ہم نے دستخط کئے ہیں ان سے ہم نے کیسے جان چھڑانی ہے؟ اس کمپنی کا بریگیڈیر آئے گا تو وہ آپ کو کاپی بھی نہیں دے گا، وہ آپ کو کوئی ریلیف نہیں دے گا، وہ کہے گا کہ اس contract کے اندر یہ ساری چیزیں موجود ہیں اور اس کے مطابق میں نے چلنا ہے۔ ہمیں دیکھنا ہے کہ اس bad contract میں ہماری یعنی حکومت پنجاب کی کیا غلطیاں ہیں؟ اب چونکہ contract ہو چکا ہے۔ اس کے اندر یہ بھی شرط لکھی گئی ہے کہ ہم عدالت میں بھی نہیں جا سکتے، اس کی کاپی کسی کو دکھائی بھی نہیں جا سکتی، یہ خفیہ contract ہے جبکہ کوئی بھی contract جو public money پر based ہو تو وہ خفیہ ہو سکتا ہے اور نہ اسے عدالت میں جانے سے روکا جا سکتا ہے۔ میں میجر صاحب کی تائید کروں گا

تاکہ اس پر ایک کمیٹی بنائیں اور ہم اپنی side کے defect کو study کریں، تیاری کریں اور پھر اس کمپنی کو face کریں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! سلیکٹ کمیٹی نے آج تک کیا کیا ہے؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سلیکٹ کمیٹی نے یہ کیا ہے کہ اس contract کی دو شقیں تھیں۔ اس کی ایک construction کی site تھی کہ اس میں چونکہ engineering irregularities تھیں ہم نے وہ چیف منسٹر انسپکشن ٹیم کی انجینئرنگ ٹیم بھیجی ہیں کہ ایک مہینے کے اندر رپورٹ دیں تاکہ contract کے اندر جو engineering deficiencies ہیں ان کی نشاندہی کی جائے اور responsibility fix کی جائے۔

جناب سپیکر! contract کا دوسرا operational پہلو تھا جس کے اندر وہ ہر سال toll بڑھا دیتے ہیں اور اس سڑک کی maintenance کی ذمہ داریاں اس کمپنی کے ذمہ ہیں لیکن وہ سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ اس سڑک کی maintenance and repair نہیں کی جا رہی۔ ہم نے وہ بھی C.M.I.T کو refer کیا کہ اس کی انجینئرنگ ٹیم اور ٹیکنیکل ٹیم اس کو study کرے کہ اس کی operational site میں انھوں نے کون کون سی شرائط پوری کرنی تھیں لیکن پوری نہیں کی گئیں۔ جیسا کہ میجر صاحب نے کہا ہے کہ یہ سڑک تین، چار ارب روپے سے بنی ہے اور انھوں نے ساٹھ، ستر ارب روپے اکٹھا کرنا ہے۔ پہلے پیسے خرچ کر دینا بعد میں وصول کرنا یہ معاملہ نہیں ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ عوام نے پیسے دینے ہیں اور عوام کو bad contract کے through لوٹا جا رہا ہے۔ اس bad contract پر حکومت پنجاب نے دستخط کئے ہیں۔ ہمارا جو defect ہے اسے پہلے ایک کمیٹی study کرے کہ ہم نے اس کو کیسے face کرنا ہے کیونکہ ہم عدالت میں جا سکتے ہیں اور نہ ہم وہ عوام کو دکھا سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! رانا افضل خان صاحب نے جس طرف توجہ دلائی ہے کہ اس پر ایک سلیکٹ کمیٹی بنی تھی۔ اس نے اس معاملے کو مکمل study کیا اور اس کے بعد اس کے دو aspects identify کرنے کے بعد C.M.I.T کو بھیجا ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم within this week اس کی رپورٹ منگواتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ جو معاملہ سلیکٹ کمیٹی نے ان کو بھیجا تھا وہ وہاں پر پڑا رہے اور پتا نہیں وہ کب اس کو اٹھائیں گے۔ ہم اس کی بھی رپورٹ

منگواتے ہیں کہ ایک سلیکٹ کمیٹی جو ہاؤس کی کمیٹی تھی اس نے اگر ہاؤس کا اختیار استعمال کرتے ہوئے دو معاملات بھیجے تھے تو آپ نے اس پر کیا کام کیا ہے اور اس پر اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے؟ میرا مقصد یہی ہے کہ اس پر ایک سلیکٹ کمیٹی بنی اور جیسا کہ رانا صاحب فرما رہے ہیں کہ چھ ماہ تک سلیکٹ کمیٹی نے اس پر کام کیا۔ چھ ماہ کام کرنے کے بعد دو aspects identify کرکے C.M.I.T کو بھیج دیئے گئے۔ اب C.M.I.T اس پر ڈیڑھ سال غور کرے گی اور اس کے بعد رپورٹ آئے گی اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر غور کرنے سے اور کمیٹیوں کے سپرد کرنے سے زیادہ بہتر ہے کہ ہاؤس میں اس معاملے کی جو نوعیت ہے اس کو سامنے لایا جائے اور جو difficulty عوام face کر رہے ہیں اس کا کوئی نہ کوئی حل جلد نکل آئے۔ اب جیسا کہ رانا افضل صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم معاہدے کی رو سے یہ بھی نہیں کر سکتے، وہ بھی نہیں کر سکتے تو چلیں کم از کم ہم کمپنی سے negotiation کریں تاکہ لوگ جس مشکل کا شکار ہیں اس میں تو کوئی نہ کوئی کمی لائیں۔ جہاں تک رانا افضل خان صاحب اور میجر صاحب نے دو تین مرتبہ اس پنجاب گورنمنٹ کے الفاظ کہے ہیں تو اس پنجاب گورنمنٹ نے یہ معاہدہ بالکل نہیں کیا بلکہ یہ معاہدہ سال 2003 میں ہوا ہے اس لئے اس وقت کی پنجاب گورنمنٹ responsible ہے اور اس وقت کے لوگ جنھوں نے اس پر دستخط کئے وہ responsible ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آپ خود ایک اچھے وکیل ہیں، ہمارے وزیر قانون ایک اچھے وکیل ہیں۔ میں صرف ایک بات add کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ معاہدہ سال 2003 کا ہے تو آپ کے علم میں Pakistan Steel Mill case اور wasting house case ہے جس میں سپریم کورٹ نے یہ hold کیا ہے کہ جہاں public interest ہوگا وہاں ہم interfere کریں گے۔ انھوں نے اس بنیادی نکتے کا فیصلہ کیا ہے۔ اب بات یہ ہو رہی ہے اور وزیر قانون صاحب بھی بالکل صحیح کہہ رہے ہیں۔ suppose اگر پنجاب گورنمنٹ انھیں کہتی ہے کہ آج کے بعد ہم اس معاہدے پر نہیں چلتے تو یہ بھی دیکھنا پڑے گا کہ breach of contract کے تحت damages کے اتنے بڑے suit ہوں گے کہ پنجاب گورنمنٹ سنبھال نہیں سکے گی۔ اس کے علاوہ سال 2003 کا معاہدہ ہے اس میں دو تین سال سے کافی لوگ مصروف ہیں۔

جناب سپیکر! آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ کیا ایک quo warranto writ نہیں ہو سکتی تھی جو aggrieved persons کی طرف سے ہوتی کہ ایک کھوتی ریڑھی والا بندہ بھی

aggrieved ہے اگر وہاں سے اس سے پیسا لیا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی طرف سے writ آتی، دونوں پارٹیوں کو بلایا جاتا اور بیٹھ کر یہ فیصلہ ہوتا۔ دو بنیادی کیس ہمارے سامنے ہیں۔ قانون کو آپ سے زیادہ بہتر کون جانتا ہے لیکن پاکستان سٹیل مل کیس جس کے اندر اُس وقت کے چیف جسٹس نے یہ بات کہی تھی کہ یہ public interest کا معاملہ ہے اس لئے میں اس کو cancel کرتا ہوں۔ وہ صرف ایک صحیح فورم ہے۔ لاء منسٹر صاحب بالکل صحیح کہہ رہے ہیں کہ پنجاب گورنمنٹ اس وقت اس حالت میں نہیں ہے۔ اگر یہ breach کرتی ہے تو یہ کل کو damages suit ہو گا اور حشر کر دے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ جتنے general power of attorneys کے اندر زیادتی کر کے لکھ دیا جاتا ہے کہ general power of attorneys ناقابل تنسیخ ہے۔ بے شمار case lodge ہیں جن میں کورٹس نے held کیا حتیٰ کہ Privy Council نے held کیا ہے کہ یہ کوئی معاہدہ نہیں ہے اس کو cancel کیا جائے۔ سیدھا راستہ یہی ہے کہ کسی کی طرف سے بھی quo warranto writ ہوتی تو اب تک فیصلہ آ جاتا اور وہ فیصلہ بالکل صحیح ہوتا اگر یہ ثابت کر دیتے کہ اس میں یہ زیادتی ہے۔ واقعی پنجاب حکومت اس میں بے بس ہے اور ہمیں یہ طریقہ اپنانا چاہئے کہ لوگوں کو relief کیسے مل سکتا ہے؟ اس کے لئے پاکستان سٹیل مل کیس سامنے ہے جس کو بنیاد بنا کر move کیا جائے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! پہلے نمبر پر یہ کہ شیخ صاحب نے کہا کہ ہمیں عدالت میں چلے جانا چاہئے۔ کاش! میرے پاس اتنا پیسا ہوتا جتنا شیخ صاحب کے پاس ہے تو میں آج سے دس سال پہلے عدالت میں چلا گیا ہوتا۔ دوسرے نمبر پر یہ کہ یہ بھی ایک ایسی جگہ ہے جہاں پر لوگوں کے دکھوں کا ازالہ کیا جاتا ہے تو پھر کیوں ہم ہر چیز عدالت پر ہی پھینکیں؟ تیسرے نمبر پر یہ کہ لوگ عدالت میں گئے، صوبائی محتسب کے پاس گئے تو ان کی اپیلیں خارج ہو گئیں کیونکہ بریگیڈیر صاحب کا اس میں بیان ہوتا ہے جس کے متعلق ابھی ذکر ہو رہا تھا اور بریگیڈیر کہتا ہے کہ وہ معاہدہ خفیہ ہے محتسب کو نہیں دکھایا جا سکتا اور محتسب صاحب نے اس کو فارغ کر دیا اور آج بھی کیس pending پڑے ہوئے ہیں۔ میں رانا ثناء اللہ صاحب کا احترام کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے ذاتی طور پر کہا کہ میں نے لکھی ہوئی تقریر کی ہے۔ اس ہاؤس میں لکھی ہوئی تقریر کرنے کا بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ لوگ

کرتے ہیں لیکن میری یہ لکھی ہوئی تقریر نہیں تھی، لکھی ہوئی صرف وہی تھی جتنی میں نے آپ کو پیش کر دی ہے باقی میرے دل اور ضمیر کی آواز تھی۔ جب سے میں نے اس حوالے سے تحریک استحقاق پیش کی ہے مجھ پر پہلے ہی بہت دباؤ تھا کہ یہ کیا چیز تم اسمبلی کے اندر لے کر کھڑے ہو گئے ہو اس کو ختم کرو۔ یہ بھی ایک طریقے سے دباؤ ہی ہے کہ اس میں فلاں نقص ہے۔ اگر رانا صاحب مجھے حکم کریں تو میں ویسے ہی withdraw کر جاتا ہوں اور آئندہ اس کے متعلق اسمبلی میں کبھی بات نہیں کروں گا۔ میں نے یہ بات بھی نہیں کی کہ اس حکومت نے یہ سب کچھ کیا ہے۔ میں نے اپنی تحریک استحقاق میں یہ کہا ہے کہ سال 2003 کے اندر یہ وقوعہ ہوا ہے اور بار بار یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ اُس وقت کی حکومت نے کیا ہے۔ یہ کہاں سے تاثر لے لیا گیا کہ میں نے یہ کہا ہے کہ موجودہ حکومت کا یہ قصور ہے۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت پنجاب بہت مصیبت میں پڑ جائے گی لیکن میں کہتا ہوں کہ نہیں پڑے گی کیونکہ وہی document یہ کہتا ہے۔ کاش! کسی نے اس کا ایک ایک صفحہ پڑھا ہوتا تو پھر ان کو معلوم ہوتا کہ یہ کیا چیز ہے؟ میں یہ کہتا ہوں کہ حکومت arbitration کر سکتی ہے۔ آج تک کیا وہاں پر arbitration ہوئی ہے، کیا ان سے بیٹھ کر بات بھی کی گئی ہے؟ میری گزارش ہے کہ کمیٹی ضرور بنائیں اور اس کو time frame دیا جائے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی کوئی حرج نہیں کہ تحریک استحقاق کمیٹی کے پاس چلی جائے لیکن ایک کمیٹی ہو جو اس agreement کو بھی review کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! بات یہ ہے کہ کمیٹی کو بھیجنا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ مسئلہ اتنا grave ہے کہ as a custodian of the House میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس agreement کے ذریعے اس اسمبلی کی writ کو challenge کیا گیا ہے۔ جس طرح شیخ صاحب نے بھی کہا کہ جہاں پر public interest کی بات آتی ہے یا جہاں پر public money کسی کنٹریکٹ میں involve ہو تو وہاں پر بھی وہ secret document نہیں ہو سکتا یہ بھی کورٹ نے finding دی ہوئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی معاہدہ اس اسمبلی کے ہاتھ نہیں باندھ سکتا اور ہم نے اس اسمبلی کے ہاتھ بندھنے بھی نہیں دینے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جس طرح رانا صاحب نے کہا ہے میں اس میں اضافہ صرف یہ کر رہا ہوں کہ اس پر already جو Select Committee کام کر رہی تھی، وہ کمیٹی، محرک اور اس کے علاوہ لاء منسٹر صاحب اور سینئر منسٹر صاحب نے جس طرح بات کی ہے۔ علاوہ ازیں اگر اس میں کسی اور ممبر کو بھی شامل کرنا چاہتے

ہیں تو وہ بھی کر لیں۔ ان سب کو بلا کر میٹنگ کر لی جائے اور اگلے ہفتے تک اسمبلی کے اندر سب سے پہلے رپورٹ پیش کی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگلے آنے والے بدھ کو ہم اس سلسلے میں میٹنگ کر لیتے ہیں اور لوگوں کو جو مسئلہ پیش آ رہا ہے جس کے متعلق میجر صاحب نے زیادہ concern show کیا ہے، ہم اسی دن کوشش کریں گے کہ محکمے اور متعلقہ کمپنی سے negotiate کر کے جہاں تک بھی ہم کمی لا سکتے ہیں، لائیں گے۔ باقی پھر اس معاہدے کا اور کمیٹیوں کا procedure آ جاتا ہے تو اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ میجر صاحب خود اس بات کے گواہ ہیں کہ اس سے پہلے C&W کے سوال پر یہ تحریک استحقاق لائے تھے۔ آپ ان سے پوچھیں کہ میں نے اس دن بھی ان سے کہا تھا کہ آپ بیٹھ کر محکمے سے بات کر لیں تاکہ اس کے بعد یہ بات clear ہو تو جب یہ میرے پاس تشریف لائے تو اس کے بعد وہاں پر انہوں نے جو بات کی تو اس وقت محکمے کی prima facie نظر آ رہی تھی کہ ان کا defect ہے تو پھر میں نے اس کو یہاں پر concede کیا تھا اور وہ استحقاق کمیٹی کو refer ہوئی تھی۔ بات یہ ہے کہ یہ معاہدہ موجودہ حکومت نے نہیں کیا اور ہم قطعی طور پر اس کو کسی عدالت میں defend کریں گے اور نہ ہی اس ہاؤس میں لیکن اس کے proper طریق کار کے مطابق چلا جائے تاکہ لوگوں کو جتنا جلد ہو سکے relief لے کر دے سکیں ورنہ پہلے ہی Select Committee نے آٹھ مہینے لگا دیئے ہیں اور اگر سال اور لگ گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے لوگوں کی تکالیف میں اور اضافہ ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک بدھ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جن پانچ ایم پی ایز کا ذکر رانا عبدالرحمٰن صاحب نے کیا ہے کہ ان کا اس روڈ سے concern ہے۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ جن کے حلقوں سے وہ روڈ گزرتی ہے یہ ان کا بھی نام دے دیں تاکہ سب کو ہم کمیٹی میں شامل کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ Select Committee جو dissolve ہو چکی تھی اس کے ارکان بھی ساتھ شامل کرنے ہیں۔

رائے محمد شاہجہان خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! یہ ایک سڑک کا مسئلہ نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلی حکومت کے دوران monopolies کی جو تجارتی پالیسی اپنائی گئی ہے جس کے نتیجے میں بڑی بڑی monopolies قائم کی گئیں۔ مختلف شعبہ جات monopolies ہو گئے اور عوام کو اب تکالیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ صوبے کے اندر investment پالیسی سے متعلق یہ معاملہ ہے کہ آئندہ کے لئے جو کنٹریکٹ دیا جائے گا اس کا کیا criteria ہو گا اور یہ اس اسمبلی کو وضع کرنا چاہئے۔ اس پالیسی کو زیر بحث لانے کے لئے آپ kindly ایک ruling دیں کہ صوبے کے اندر investment پالیسی فلاں ہو ورنہ ہم East India Company کے دور میں واپس چلے جائیں گے۔

میری دوسری استدعا یہ ہے کہ ہماری پارلیمنٹ کی جو کمیٹی ہے اس میں sensible لوگوں کو شامل کیا گیا ہے۔ بجائے اس کے کہ پارلیمانی کمیٹیوں کے علاوہ بیٹھ کر ان معاملات کو settle کیا جائے، ان کو functional کیا جائے۔ کمیٹی کے لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ ایسے معاملات اور issues کو دیکھیں۔ اگر یہ ریت پڑ گئی تو آئندہ کے لئے پاکستان اور پنجاب کے عوام لوٹ کھسوٹ اور معاشی استحصال کا شکار ہو جائیں گے اس لئے اس نکتے کے تحت میں آپ سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ صوبے کے اندر جو بھی investment کسی پراجیکٹ کے لئے آئے تو اس کا criteria اور پالیسی پارلیمنٹ میں لا کر discussion کے بعد final کروا کر کسی کمپنی کو کنٹریکٹ دیا جائے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں تھوڑا سا confusion ہوا ہے اور رانا ثناء اللہ صاحب اس کو press کر رہے ہیں۔ لوگوں کو جو لوٹا جا رہا ہے یا ان سے overcharge ہو رہا ہے میں چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کو اس کا relief دیا جائے کیونکہ یہ بہت اہم پہلو ہے اور اس پر غور و خوض کرنا چاہئے۔ میں میجر صاحب کی اس تحریک استحقاق میں جو بات سمجھا ہوں وہ یہ کہ ان کی نظر میں بہت اہم پہلو یہ ہے کہ اس اسمبلی کو قانون سازی سے روکا گیا ہے اور اس کنٹریکٹ کے ذریعے ہمیں پابند کیا گیا ہے کہ آپ اس پر قانون سازی نہیں کر سکتے۔ ان کا یہ مطمع نظر ہے کہ اس کنٹریکٹ میں قانون سازی کو روکنے سے اس ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور وہ یہ چاہ رہے ہیں کہ اس ہاؤس کا حق ہے کہ یہ صوبے کے لئے جو بھی بہتر قانون سازی ہو وہ کرے۔ اس میں میجر عبدالرحمن صاحب کا پہلو یہ ہے کہ ہمیں کیوں اس میں ڈالا گیا ہے اور اس House کو اتنا کمزور کیوں سمجھا گیا ہے کہ جو اس

Houseکا بنیادی کام ہے، اس سے ہمیں روکا گیا ہے اس لئے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ عوام کو ریلیف دینے کی بات پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ رانا صاحب! آج کمیٹی بنائیں، ممبروں کو بے شک نہ شامل کریں آپ خود سربراہ بن جائیں اور تین چار سیکرٹری لے لیں اور عوام کو جو تکلیف ہے اس سے ریلیف دلائیں۔ اس پر تو کوئی پابندی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ استحقاق کمیٹی کو بھیجی جانی اس لئے ضروری ہے کہ آیا کسی کنٹریکٹ میں اس طرح کی شق ڈال کر اس Houseکو پابند کیا جا سکتا ہے آیا یہ آئین کے متصادم نہیں ہے؟ یہ بات thrash outکرنے والی ہے۔ میں یہاں جو بات کافی دیر سے سن رہا تھا، جو confusionڈالا گیا ہے کہ اگر یہ کمیٹی بن جائے گی تو ان لوگوں کو ریلیف نہیں ملے گا۔ اگر کسی سے کوئی چیز غلط وصول کی جا رہی ہے تو ویسے ہی گورنمنٹ پابند ہے کہ وہ اس کا نوٹس لے۔ اس اسمبلی میں اگر یہ بات بھی ان کے نوٹس میں آئی ہے تو وہ آج ہی اس کا نوٹس لیں اور اس میں کمیٹی بنانے کی یا کسی سے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ استحقاق کمیٹی کو اس لئے جانا چاہئے کہ آیا یہ کنٹریکٹ آئین کے متصادم ہے یا نہیں ہے آیا اس طرح کی شق کسی کنٹریکٹ میں شامل کی جا سکتی ہے؟ وہ کمیٹی recommendکرے کہ آئندہ گورنمنٹ جو بھی معاہدہ کرے اس طرح کی شق شامل کرنے سے احتیاط کرے۔

جناب سپیکر! دو مختلف پہلوؤں کو mixکیا جا رہا ہے۔ ریلیف دینے کے لئے تو میں آج ہی رانا صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ آج ہی نوٹس لیں اور کل شام تک ان سے ریکارڈ اور تمام رپورٹ منگوائیں اور اس پر کمیٹی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ گورنمنٹ کس لئے ہے؟ گورنمنٹ اسی لئے ہے کہ اگر عوام کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے تو اس کا خود نوٹس لے اور اس پر action لے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جو ہمارا معاملہ ہے اور جو میجر صاحب نے یہاں point outکیا ہے وہ مختلف ہے اور اس کو اس سے mix up نہ کیا جائے۔ وہ totalآئین کا اور اس اسمبلی کے استحقاق کا، اس کو علیحدہ thrash outکیا جائے۔ اس پر چاہے چھ مہینے لگیں، آٹھ مہینے لگیں اور اس پر چاہے کمیٹی کسی ماہر جو law knowing ہوں گے، ان کو callکر کے ان سے بھی guide lineلے سکتی ہے اور کمیٹی کا یہ اختیار ہے۔ یہ میری گزارش ہے کہ آپ اس لحاظ سے نہ ڈریں کہ یہ تو پھر چلا جائے گا اور لیٹ ہو جائے گا اور لوگوں کو ریلیف جو ملنا ہے وہ نہیں ملے گا۔ اس کمیٹی اور اس بات کو چیلنج کرنے سے ریلیف پر کوئی قدغن نہیں لگ گئی کہ گورنمنٹ اس سے نہ پوچھے۔

جناب سپیکر! اس پر ضرور کمیٹی کو thrash out کرنا چاہئے کہ آئندہ اس طرح کی غلطی کوئی نہ کرے۔ اگر گورنمنٹ نے کرنی بھی تھی تو یہ لکھ دیتے کہ گورنمنٹ legislation initiate نہیں کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ legislation نہیں ہو گی۔ اس میں ایک بات ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کم از کم اس پر legislation initiate نہیں کرے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! آپ نے بالکل صحیح نشاندہی کی ہے اور already میرا بھی concern یہی ہے کہ اس House کا حق لیا ہی نہیں جا سکتا اور اس House کے حق کو impose بھی ہم نے کرنا ہے جو ہمارا قانونی حق ہے تو اس پر پہلے ہی بات ہو چکی ہے اور اسے بدھ تک pending کر دیا گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! نوانی صاحب نے بڑے مدلل طریقے سے پورا case پیش کیا ہے اور آخر میں آ کر سارا case ہی زمین پر دھڑام سے گرا دیا ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر اس معاہدے میں کرنا ہی تھا تو یہ کرتے کہ گورنمنٹ initiate نہیں کرے گی۔ یہی کیا گیا ہے۔ آپ اسے پڑھیں۔ آپ نے اس معاملے کو دھڑام سے زمین بوس کر دیا ہے۔ یہ کیا ہوا ہے کہ گورنمنٹ نہیں کرے گی۔ اس House کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب طاہر احمد سندھو: میری گزارش یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 12 کے تحت fundamental rights کے chapter میں legislation کی حد تک civil domain اور civil side پر agreements وغیرہ یہ سارے civil natures کے ہیں۔ اس میں پارلیمنٹ پر کسی قسم کی کوئی قدغن نہیں ہے، کوئی limitation نہیں ہے۔ وہ with writ respect effect ہو سکتے ہیں۔ بے شک آج ہم معاہدہ کریں اور کل اسے تبدیل کریں۔ آرٹیکل 12 اس کو bar نہیں کرتا۔ criminal cases میں ہوتا ہے کہ یہ penalties جو ہیں جس دن سے قانون بنتا ہے اس دن سے enforce ہوتی ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ بحث جو ہے کہ پارلیمنٹ کوئی بھی قانون جو مناسب سمجھے بنا سکتی ہے اور کوئی بھی agreement پارلیمنٹ کو legislation کرنے سے روک نہیں سکتا اور اگر

کہا ہے کہ گورنمنٹ وہ نہیں کرے گی لیکن اگر گورنمنٹ اس کو initiate نہ کرے اور اگر otherwise ممبرز چاہیں تو اس میں legislation ہو سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کنٹریکٹ ایکٹ میں بالکل ایک different وہ جو آپ بات کر رہے ہیں وہ null & void ہو جاتا ہے جس کے اندر وہ اپنے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس طرح سے سندھو صاحب نے فرمایا ہے تو میں آپ کو متعلقہ portion پڑھ دیتا ہوں کہ:

Subject to the terms of this agreement, the Government of Punjab undertakes that during the tenure of this agreement. It will not take any action

یہ Government of Punjab۔۔۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اسے پہلے ہی بدھ تک کے لئے pending کر دیا گیا ہے۔ اب قواعد کی معطلی کی تحریک چودھری عبدالغفور صاحب وزیر جیل خانہ جات، جناب شوکت محمود بسرا پارلیمانی سیکرٹری اور محمد محسن خان لغاری ایم پی اے پی پی۔245 کی طرف سے آئی ہے محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈیرہ غازی خان میں ماتمی جلوس کے دوران بم دھماکے پر مذمتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:-

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈیرہ غازی خان میں ماتمی جلوس کے دوران بم دھماکے پر مذمتی قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

میرا خیال ہے کہ اس کی کوئی بھی مخالفت نہیں کرے گا اس لئے یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈیرہ غازی خان میں ماتمی جلوس کے دوران بم دھماکے پر مذمتی قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قرار داد

ڈیرہ غازی خان میں ماتمی جلوس میں بم دھماکہ کی مذمت اور شہداء کے لواحقین سے اظہار ہمدردی

جناب ڈپٹی سپیکر: محرک اپنی قرار داد پیش کریں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): شکریہ۔ جناب سپیکر!

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان ڈیرہ غازی خان میں ماتمی جلوس کے دوران بم دھماکے کی پر زور الفاظ میں شدید مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان سمجھتا ہے کہ یہ دھماکہ صوبہ پنجاب اور اسلام کے خلاف وطن عزیز کے دشمنوں کی سازش کا شاخسانہ ہے اور یہ ایوان اس دھماکے کی آڑ میں مذہبی ہم آہنگی میں نفرت پیدا کرنے کی جو کوشش کی گئی ہے اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان اس دھماکہ میں جاں بحق ہونے والے معصوم شہریوں کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے اور خدا تعالیٰ سے مرحومین کی بلندی درجات کے لئے دعا گو ہے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان ڈیرہ غازی خان میں ماتمی جلوس کے دوران بم دھماکے کی پرزور الفاظ میں شدید مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان سمجھتا ہے کہ یہ دھماکہ صوبہ پنجاب اور اسلام کے خلاف وطن عزیز کے دشمنوں کی سازش کا شاخسانہ ہے اور یہ ایوان اس دھماکے کی آڑ میں مذہبی ہم آہنگی میں نفرت پیدا کرنے کی جو کوشش کی گئی ہے اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان اس دھماکہ میں جاں بحق ہونے والے معصوم شہریوں کے اہلخانہ کے غم میں برابر کا شریک ہے اور خدا تعالیٰ سے مرحومین کی بلندی درجات کے لئے دعا گو ہے۔"

اس قرارداد کی مخالفت تو نہیں کی گئی لیکن اگر کوئی معزز رکن اس سلسلے میں بات کرنا چاہے تو وہ مختصراً اپنے خیالات کا اظہار کر سکتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس واقعہ کی پُرزور مذمت کرتا ہوں جس طرح ہم نے یہ قرارداد پیش کی ہے لیکن ہمیں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس کے پیچھے وجہ کیا ہے، ہمارا failure کہاں پر ہوا ہے؟ محرم کے مہینے میں پنجاب پولیس نے جو حفاظتی اقدامات کئے تھے اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا اور محرم الحرام کا مہینہ امن وامان سے گزر گیا۔ کل رات جس وقت یہ جلوس گزرنا تھا تو ساڑھے تین چار سو لوگوں کا یہ جلوس تھا اور اس کے لئے اس route پر صرف تین سپاہی تعینات تھے۔ یہ ڈیرہ غازی خان کی پولیس کی نااہلی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس پر کمیٹی بنا دی گئی ہے جس میں دوست محمد خان کھوسہ، لاء منسٹر، آئی جی اور ہوم منسٹر ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ جس وقت اس کمیٹی کی جو رپورٹ آئے اور وہ بہت جلد آئے اسے ایوان میں پیش کیا جائے۔ جو لوگ بھی اس کے قصوروار قرار دیئے جائیں ان کو سزا دی جائے تاکہ لوگوں کو یہ احساس ہو کہ ان کی جو ذمہ داری ہے اگر وہ ان کو پورا نہیں کریں گے تو ان کی بازپُرس ہوگی اور سختی سے نمٹا جائے گا۔

جناب والا! یہ ایک incident تو ہو گیا لیکن اس واقعہ کے بعد کی جو mismanagement ہے اور یہ میں کسی political point scoring کی وجہ سے نہیں کر رہا ہوں، جو ضلعی نظام ڈیرہ

غازی خان میں اس وقت معطل ہوا ہے وہاں کسی کا کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ وہاں جو حالات ہیں، وہاں جو انتظامیہ ہے اس کو کچھ پتا نہیں، کسی کا کوئی اختیار نہیں، کسی کو کوئی پتا نہیں کہ کیا کرنا ہے؟ ہمارا ضلع ناظم نہیں ہے، کسی کو نہیں پتا وہاں کے افسران کس سے direction لیں، کس کو جواب دیں؟ وہاں پر نظام کی جو failure ہے پنجاب حکومت کا ضلعی نظام کے ساتھ جو interference ہے وہ بھی اس کی ایک وجہ ہے۔ بخدا! میرے کہنے کا مقصد کوئی political point scoring نہیں ہے بلکہ حقائق کو سامنے رکھنا ہے۔ اس پر جو کمیٹی بنی ہے ایسا نہ ہو کہ اس کی رپورٹ چھ مہینے بعد آئے اور بات پرانی ہو جائے اس کی کوئی اہمیت ہی نہ رہے۔ بلکہ اس کی جلد از جلد رپورٹ آئے اور جو لوگ اس کے قصور وار ہیں ان کو سزائیں دی جائیں اور ان کو responsible ٹھہرایا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس سارے ماحول کے اندر،۔۔ میں راجہ صاحب کو دیکھ رہا ہوں کہ یہ بے تاب ہو رہے ہیں کوئی درمیان میں سیاسی قسم کی بات لا رہے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آپ اپنی بات کریں اور kindly اس مسئلے کو کوئی سیاسی نہ بنائیں یہ بہت اندوہناک واقعہ اور اندوہناک سانحہ ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: بالکل جناب! یہ حقائق کی بات ہے اگر پولیس نے وہاں پر کوئی سکیورٹی فراہم نہیں کی تو پھر اس کا کوئی دفاع نہیں کر سکتا۔ اگر وہاں پر انتظامیہ حادثے کے بعد معاملات کو handle نہیں کر سکی تو اس کا پھر کوئی دفاع نہیں کیا جا سکتا۔ اس سارے آپریشن میں جو ایک محکمہ جس نے بہت اچھے طریقے سے performance کی ہے وہ ہے 1122 والے نوجوان۔ ڈاکٹر رضوان اور اس کی ٹیم کی وہاں پر جو performance رہی ہے میں نے جن لڑکوں سے فون کر کے پوچھا، میں نے اخباری صحافیوں سے فون کر کے بات کی اور عام لوگوں سے بات کی تو سب لوگوں نے کہا کہ وہ جو نوجوان تھے وہی واحد کام کرنے والے تھے اور وہاں پر لوگوں کو حکومت صرف 1122 ریسکیو کی صورت میں نظر آئی۔ پولیس کے ڈی ایس پی سٹی، وہ اس کے بعد نظر نہیں آئے، ڈی پی او صاحب گھنٹوں کے بعد ہسپتال آئے اور اس وقت لوگ مشتعل تھے۔ اس وقت حکومت وہاں کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔ مہربانی کر کے اس سارے failure کے جو لوگ بھی responsible ہیں ان لوگوں کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سینئر منسٹر!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جس طرح لغاری صاحب نے کہا ہے کہ یہ ایک افسوسناک واقعہ ہوا ہے۔ پہلے محرم پر حکومت نے foolproof انتظام کئے تھے اور بڑی واضح ہدایت دی تھی کہ محرم کے بعد بھی یہ انتظام اسی طرح رہیں۔ ڈیرہ غازی خان میں ڈی آئی جی بیٹھتے ہیں، ڈی پی او بیٹھتے ہیں، ڈی سی او اور کمشنر ہیں لیکن میں ان کی بات کی تائید کرتا ہوں کہ حکومت نے جو انہیں ہدایت دی تھی اس پر عمل نہیں ہوا اور غفلت ہوئی ہے۔ جس طرح انہوں نے کہا ہے میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ کمیٹی کی جو رپورٹ آئے گی اس کو ہاؤس میں بھی پیش کریں گے اور جن لوگوں نے غفلت کی ہے ان کو سخت سے سخت سزا دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اعجاز صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ آج جو یہاں ایوان میں issue raise کیا گیا ہے، دہشت گردی ایک ایسی لعنت ہے جس نے پاکستان کی بنیادوں کو ہلا دیا ہے۔ میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں اور ایوان کے معزز ممبران اس بات سے اتفاق کریں گے کہ جب بھی کوئی واقعہ دہشت گردی کا ہوا ہے تو ہماری alert forces ہو جاتی ہیں اور اس area کے اندر دو چار دن تک ان کی activity نظر آتی ہے اس کے بعد حالات پھر روٹین کے مطابق چلنے لگتے ہیں۔ جس طرح ہمارے صوبے اور ملک بھر میں انسداد دہشت گردی کی عدالتیں قائم ہیں ہمیں انسداد دہشت گردی کی force بھی قائم کرنی ہوگی۔ میں ان تفصیلات میں تو نہیں جانا چاہتا کہ دہشت گردی کن معاملات کی وجہ سے ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت ایک بجے تک بڑھایا جاتا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں ان تفصیلات میں تو نہیں جانا چاہتا کہ یہ دہشت گردی کیوں ہو رہی ہے اور اس میں کون لوگ involve ہیں کیونکہ یہ ایک بہت complex discussion ہے۔ اس کے لئے بہت زیادہ وقت چاہئے لیکن میں یہ ضرور چاہوں گا کہ یہاں پر ہمیں دہشت گردی کی روک تھام کے لئے ایک ایسی force تیار کرنی چاہئے جو کہ مستقل اس پر concentrate کرے اور پنجاب میں جو نہتے شہریوں کی جانوں کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے اور یہاں پر writ of the government کو چیلنج کیا جا رہا ہے ہمیں اس writ of the government کو enforce بھی کرنا ہے اور پنجاب کے شہریوں کی جان و مال کی حفاظت بھی کرنی ہے۔ اس ضمن میں ایک

with کے لئے foolproof system introduce کروانا ہے جو مستقل طور پر پورے سال کے لئے open eyes اس پر کام کرے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چوہان صاحب!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس حادثہ کے ذمہ داران کی پُرزور مذمت کرتا ہوں اور شہداء کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں۔ جہاں تک اس واقعہ کا تعلق ہے ہمارے ہاں اس طرح کے واقعات روز بروز ہو رہے ہیں اور یہ صوبہ سرحد سے پنجاب کی طرف بڑھتے آ رہے ہیں۔ جہاں یہ پنجاب حکومت ان معاملات کو بڑے preference سے deal کر رہی ہے جس طرح بتایا گیا کہ اس کو محرم میں بہت اچھے طریقے سے deal کیا گیا تھا لیکن اب ضرورت یہ ہے کہ پولیس اس کو اپنی روٹین بنا کر ان حادثات کو روکے۔ میں یہاں توجہ دلانا چاہوں گا کہ سوات میں دو دن پہلے تین سو کے قریب جو کانسٹیبلری کے لوگوں کو گرفتار کیا گیا اور ان سے حلف لیا کہ وہ اس وجہ پر ان کو چھوڑیں گے کہ وہ یہ نوکری چھوڑ دیں۔ یہ ذمہ داری مرکزی حکومت کی ہے کہ وہ علاقہ جہاں اتنی زیادہ دہشت گردی ہو رہی ہے اس کو وہ cordon off کرے اور باقی ملک کو اس لعنت سے بچائے۔ ہم نے بجلی کی کمی کو بھی ایک مقدر سمجھ کر تسلیم کر لیا ہے لیکن ہم دہشت گردی کو اپنا مقدر نہیں سمجھیں گے اور اس قوم کو اٹھنا ہوگا۔ یہ مرکزی حکومت کی زیادہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان واقعات کو بڑھنے سے روکے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، علی نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس پورے ایوان کی طرف سے جو ڈیرہ غازی خان میں دہشت گردی کا واقعہ ہوا ہے اس کی پُرزور مذمت کرتا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک بات جو کہی جا رہی ہے یہ کوئی فرقہ واریت تھی یا کوئی شیعہ سنی کا جھگڑا تھا۔ میرے خیال میں ایسی کوئی بات نہیں ہے، کوئی مسلمان اس طرح کی حرکت کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ ہمیں جو سب سے important چیز ہے، ٹھیک ہے security lapse بھی ہوا ہے لیکن جو سب سے important چیز دیکھنے والی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے پیچھے کون سی قوتیں ہیں جو ہمارے ملک کا امن وامان تباہ کر رہی ہیں، اس کے پیچھے کون سی قوتیں ہیں جو پوری دنیا میں پاکستان کی یہ image دکھانا چاہتی ہیں کہ پاکستان ایک دہشت گرد ملک ہے۔ یہاں فرقہ واریت ہوتی ہے، لوگ آپس میں لڑ

رہے ہیں اور مسلمان ایک دوسرے کو مارتے ہیں۔ میرے خیال میں ہمیں اس کی root cause کو ڈھونڈنا ہے۔ میں تو بالکل یہ سب کے سامنے کہوں گا کہ ہمیں یہ چیز دیکھنی ہے کہ کیا اس واقعہ میں ہمارا ہمسایہ ملک تو involve نہیں ہے؟ وہاں اگر کسی چیونٹی کو بھی کچھ ہو جائے تو وہ اٹھ کر ہم پر الزام لگا دیتے ہیں۔ ہم اس چیز کو ڈھونڈیں کہ یہ سب دہشت گردی انڈیا اور امریکہ پاکستان کے اندر کروا رہے ہیں۔ ہمارے ملک کو توڑنے کی سازش کی جا رہی ہے، ہمیں اس سازش کا مقابلہ کرنا ہے اور تمام مسلمانوں نے اتحاد اور اتفاق کے ساتھ ان سازشوں کو ناکام بنانا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سندھو صاحب!

جناب طاہر احمد سندھو: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پہلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھو صاحب! ناظم شاہ صاحب ہمارے سینئر ہیں، محترم ہیں، پہلے وہ بات کر لیں اس کے بعد آپ بات کر لینا۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب! اگر آپ کہیں تو میں باہر ہی نہ چلا جاؤں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ سندھو صاحب! پلیز! دیکھیں اس طرح نہ کریں۔ میں نے آپ کو special time دیا، یہ بات بالکل غلط ہے۔ میں نے آپ سے ایک request کی ہے، میں نے کہا ہے کہ وہ بزرگ ہیں پہلے وہ بات کر لیں۔ اس میں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ پہلے سندھو صاحب کی بات سن لیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! کوئی نہیں، انہی کو پہلے سن لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جیسے نیازی صاحب نے بھی کہا ہے، ہم دیکھیں کہ ہمارا مذہب ہمیں تربیت کیا دیتا ہے؟ سب سے پہلے تو میں اس کی مذمت کرتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ اس دنیا پر analogical commitment جو ہوئی ہے وہ مذہب کے نام پر تھی۔ چاہے اس کی جو بھی شکل تھی اور اس میں الہامی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو، تورات پہلے اتری، زبور اتری، انجیل اتری اور قرآن شریف بعد میں آیا۔ سب میں دیکھیں یہ مشترکہ بات ہے کہ اس میں tolerance ایثار ہونا چاہئے اور سب سے زیادہ آپ ہمارے مذہب اسلام میں دیکھیں کہ

جب لوگ ہجرت کر کے جاتے ہیں تو وہاں پر لوگ ان کے لئے اپنے گھر حاضر کر دیتے ہیں تو سب سے پہلے ایثار کا قربانی کا، جذبہ اور tolerance ہونا چاہئے۔ میں آپ کا زیادہ ٹائم نہیں لوں گا۔ یہی چیز آپ دیکھیں کہ 712 میں اگر محمد بن قاسم نے یہاں فتح کیا تو سپین جو اس وقت کا اُندلس تھا اور آج کا سپین ہے وہ بھی بنی امیہ نے فتح کر لیا اور اُندلس جو آج کا سپین ہے وہ ہم سے کیسے گیا؟ وہاں پر جب یہ بات ہوئی یہ عجمی ہے یہ یمنی ہے تو اس کے پس پردہ کیا محرکات ہیں، وہ کیا کرنا چاہتے ہیں، کیا خُدا نخواستہ اس ملک کی وحدت کو تو خطرہ نہیں ہے اس چیز کو آپ دیکھیں کہ یہ آخر کیوں ہے ؟ ایک آدمی محمد بن قاسم 712 میں جب ملتان کو فتح کرتا ہے تو اس وقت اس نے برہمنوں کو بھی یہ اجازت دے دی کہ وہ بھی خیرات لے سکتے ہیں اور یہ بھی ہمارا مذہب کہتا ہے کہ جو جزیہ دے دے اس کو ہر قسم کی آزادی ہے تو آج ہمارے اس ملک میں ، جو ملک پاکستان مذہب کے نام پر بنا ہے آج اس میں ہمارے یہ tolerance کیوں ختم ہو گیا ہے ؟ آج اس ایک واقعے سے کسی کو آپ سزا دے دیں گے مگر اس واقعے سے یہ چیزیں نہیں رُکیں گی جب تک آپ پوری قوم کا فلسفہ تبدیل نہیں کریں گے۔ ان میں یہ بات ثابت نہیں کریں گے جو پہلے ہمارے مذہب میں ہے کہ ہم میں tolerance ہونا چاہئے، ہمیں ایک دوسرے کو برداشت کرنا چاہئے اور ایک دوسرے کے مذہب کا احترام کرنا چاہئے۔ ہمارا قرآن شریف کیا کہتا ہے ؟ یہی کہتا ہے کہ کسی کے خدا کو، کسی کے امام کو بُرا نہ کہو تا کہ کہیں کوئی آپ کے سچے خُدا کو نہ کہہ دے تو پھر اس میں یہ ہے کہ "لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ" جو یہ کلمہ کہتا ہے وہ مسلمان ہے تو ہمیں کس نے یہ حق دیا ہے ، پہلے ہم یہ کہتے ہیں کہ فرعون خدائی دعوے کرتا تھا، آج ہم کیا کر رہے ہیں ؟ کسی کو عبادت نہیں کرنے دیتے جس طریقے سے بھی وہ کرتا ہے۔ ہمارا مذہب تو اس چیز کی بات نہیں کرتا۔ ہمارا مذہب کیا جتنی بھی الہامی کتابیں ہیں، تورات اس دنیا پر اُتری 1250BC پہلے ، پھر حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور 850BC میں اُتری۔ پھر حضرت عیسٰی علیہ السلام پر انجیل اتری، آج آپ دیکھ لیں کہ 1908 ہے ان سب کا فلسفہ کیا ہے ؟ یہی فلسفہ ہے کہ ایک دوسرے کو برداشت کریں، سوسائٹی کے قوانین ہونے چاہئیں، جنگل کا قانون نہیں ہونا چاہئے جو سب سے طاقتور ہے وہ چھوٹے کو جینے کا حق نہ دے اس لئے میری گزارش یہی ہے کہ صرف اس ایک مسئلے کے حل سے کچھ نہیں ہو گا۔ آپ دیکھیں کہ کتنے واقعات ہو گئے ہیں، کتنے لوگ شہید ہو چکے ہیں۔ کون سا مذہب یہ اجازت دیتا ہے کہ ایک آدمی مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے اور اس کو قتل کیا جا رہا ہے، مرنے والا بھی جنتی اور مارنے

والا بھی جنتی تو اس لئے اس چیز پر ہمیں حکومتی سطح پر بھی اور ذاتی سطح پر بھی اس فلسفہ کو اجاگر کرنا چاہئے۔ان چیزوں کا پرچار ہونا چاہئے۔Thank you very much

جناب ڈپٹی سپیکر: میری محترم ممبران سے گزارش ہے کہ میری یہ کوشش ہوتی ہے کہ ہاؤس کو ہمیشہ in order رکھوں اور اس کو اچھے طریقے سے لے کر بھی چلوں۔ سندھو صاحب! آپ کا بھی تعلق جس profession سے ہے وہاں پر سینئر جونئیر کا بہت لحاظ کیا جاتا ہے۔ شاہ صاحب ماشاء اللہ سینئر پارلیمنٹیرین ہیں اور ہمیں اس ہاؤس میں اتنی grace show کرنی چاہئے کہ اگر کوئی سینئر ساتھی کھڑا ہو جائے تو ہمیں ان کو پہلے ٹائم دینا چاہئے۔اب آپ بات کریں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔

جناب طاہر احمد سندھو:.Thank you very much جناب سپیکر! مجھے آپ سے ہمیشہ یہ اعتراز رہتا ہے کہ جب آپ اس کرسی پر بیٹھتے ہیں تو آپ وکالت بھول جاتے ہیں آخر کار آپ نے ہائی کورٹ میں ہی آنا ہے۔(قہقہہ)

میں نے گزارش یہ کرنی تھی کہ میرے قابل احترام معزز بھائیوں نے بہت اچھی باتیں کی ہیں، نیازی صاحب نے تو میرے دل کی بات کی ہے۔اصولی طور پر یہ جو واقعات ہو رہے ہیں یہ شیعہ کے ہیں، سُنی کے ہیں اور نہ ہی یہ مذہبی فرقہ پرستی کے ہیں ان کے پیچھے کوئی اور ہاتھ ہے۔ وہ کون سے ہاتھ ہیں؟ ہمیشہ ہماری حکومتیں پتا نہیں کس مصلحت کی وجہ سے ان کو باہر نہیں آنے دیتیں، عوام کو ان سے کیوں چھپاتی ہیں، پارلیمنٹیرین سے کیوں چھپاتی ہیں اور کس وجہ سے ان کو انہوں نے in door رکھا ہوا ہے؟ حالانکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری ایجنسیاں بڑی effective ہیں، ان میں بڑی استعداد کار ہے لیکن اس کے باوجود اس طرح کے incidents جو ہیں وہ ہمارے اسی طرح ہی چلے جاتے ہیں۔ پولیس جو ہے بنیادی طور پر میں تو سمجھتا ہوں کہ ایک دن میٹنگ میں بات ہو رہی تھی تو پولیس کے متعلق میں نے یہ کہا کہ ہم پولیس پر 30۔ارب روپیہ خرچ کر رہے ہیں، بہتر تو یہ ہے کہ ہم یہ محکمہ ختم ہی کر دیں کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ زیادہ تر تو جرائم، cattle theft اور سارے، اس میں تو ویسے پولیس ہی ملوث ہوتی ہے۔اس کے علاوہ پولیس کی جو خامیاں اور خوبیاں ہیں وہ اپنی جگہ پر ہیں لیکن اس طرح کی جو terrorist activities ہیں، یہ پولیس اگر ایمانداری سے چاہے بھی تو میں نہیں سمجھتا کہ کنٹرول کرے گی اس کے لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی foreign policy کو revise کریں ۔ ہم دیکھیں کہ کون ہمارا دوست ہے اور کون ہمارا دشمن ہے اور کس وجہ سے یہ واقعات رونما ہو رہے

ہیں اور ان کا تدارک ہم نے کیسے کرنا ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بار بار ہمارے ملک میں دہشت گردی کے واقعات ہوتے ہیں جس میں سینکڑوں جانیں ضائع ہوتی ہیں ہمیں پتا بھی چل جاتا ہے، بلوچستان کے معاملات جو ہیں کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں اس میں سر عام انڈیا involve رہا ہے لیکن آج تک سرکاری طور پر ہماری حکومت نے یہ بیان نہیں دیا کہ انڈیا اس میں ملوث ہے۔ یہ شواہد ہمارے پاس موجود ہیں، ان کو کیوں آپ باہر نہیں لاتے تاکہ لوگ یہ دیکھیں کہ کون ہمارا دوست ہے کون ہمارا دشمن ہے؟ اگر ہمارے معاشرے میں کوئی منفی عناصر ہیں ان کا قلع قمع کیا جائے تاکہ اس دہشت گردی سے ہم نجات حاصل کر سکیں۔ Thank you , I am grateful

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! شکریہ۔ finally آپ نے مجھے موقع دے دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک بات مجھے کر لینے دیں، جس طرح میں نے پہلے بات کی ہے کہ Chair پر بیٹھ کر میں نے پورے ہاؤس کو دیکھنا ہے اور جس جس طرح جو ساتھی request کرتا ہے اس حساب سے میری کوشش ہوتی ہے کہ سب کو ٹائم ملے لیکن افسوس مجھے اس بات پر ہوتا ہے کہ جب اس طرح کے comments آتے ہیں کہ میں نے آخر کار موقع دیا I try my level best کہ میں سب کو accommodate کر سکوں۔

SYEDA BUSHRA NAWAZ GARDEZI: Honorable Speaker! I take my words back and I am so sorry, I had to say that

لیکن یہ ہے کہ جیسے جیسے آپ کسی اور سپیکر کو موقع دیتے ہیں، ویسے ویسے جو باتیں میرے ذہن میں ہوتی ہیں میں ان کو edit کرتی جاتی ہوں اور جہاں تک احترام کی بات ہے، ہم آپ کا بہت احترام کرتے ہیں اور شاہ صاحب نے مجھے ایک دو دن پہلے ہی بتایا ہے کہ He was my father's contemporary اور صرف وہ کھڑے ہوئے ہیں اور میں بیٹھ گئی ہوں اس سے زیادہ میں احترام کی اور کیا مثال دوں۔

جناب سپیکر! ڈی جی خان کا جو افسوسناک واقعہ ہے اس کی میں بھی شدید مذمت کرتی ہوں اور اس سلسلے میں آپ سے یہ درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ اس کی جو بھی رپورٹ آئے گی وہ kindly آپ اسی سیشن کے دوران ہی منظر عام پر لے آئیں تاکہ ہم اس کو discuss کریں اور جن لوگوں کی negligence ہے ان کا پتا چلے۔ اس طرح کے واقعات ہوتے چلے آ رہے ہیں کوئی بھی اس

کی responsibility لینے کو تیار نہیں ہے نہ ہم ان چیزوں کو روک سکیں ہیں۔ terrorists نے لوگوں کو ذہنی مریض بنا دیا ہے، آپ جب ٹی وی چینلز کھولتے ہیں تو وہاں پر سوائے blood shed کے bomb blasts کے آپ کے پاس دیکھنے کو کچھ نہیں ہے، news papers جو ہیں They all are filled up with such kind of horrendous and horrible stories. میں یہ چاہتی ہوں کہ ہم کوشش یہ کریں کہ یہ جو ساری چیزیں ہیں ان کی رپورٹیں بھی اس ہاؤس میں پیش ہونی چاہئیں تاکہ ان کے بارے میں practical and viable solutions نکالے جائیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! جو کچھ ڈیرہ غازی خان میں ہوا تمام پاکستان کی عوام کے دل رنجیدہ ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو دہشت گرد ہیں ان کا کوئی مذہب ہے، کوئی ان کا دین ہے اور نہ ہی ان کا کسی مذہب یا اسلام سے دور کا واسطہ ہے۔ اسلام تو ہمیں اخوت و بھائی چارہ کا درس دیتا ہے اور اللہ کے نبی نے فرمایا ہے کہ:

المسلم من سلم من لسانی و یدہ کہ

"مسلمان تو وہ ہے جس کے ہاتھ سے، اس کی زبان سے اس کے بھائی محفوظ رہیں۔"

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ وارداتیں فرقہ واریت قرار دی جا رہی ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کا کہیں بھی اسلام سے کوئی دور کا تعلق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمام گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا لیکن

من قتل موممنن متعمدن دخلا فی النار خالدین فیھا کہ

"جس نے کسی ایک مسلمان کو بھی قتل کیا وہ تادم جہنم کے نچلے حصے میں رہے گا۔"

اب جو ہمارے علماء کرام ہیں ان کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہئے، دین کی جو سمجھ بوجھ رکھنے والے ہیں ان کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ انہیں اس معاشرے کے ایسے لوگوں کی اصلاح کا بیڑہ اٹھانا چاہئے۔ اسلام امن و شانتی کا درس دیتا ہے، اسلام ایک دوسرے کے ساتھ رواداری اور حسن و سلوک کا درس دیتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ ہیں، یہ جو دہشت گرد ہیں انہیں کڑی سے کڑی سزا دینی چاہئے۔ اسلام کے ساتھ کسی بھی دہشت گردی کا کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنے بھائیوں سے ایک گزارش اور کروں گا کہ ہمارے میڈیا اور ہمارے بہت سارے جو فلاسفر ہیں انھوں نے اسلام اور دہشت گردی کو جوڑ دیا ہے بلکہ جہاد اور دہشت گردی کا جو concept ہے اس کو mix کر دیا ہے۔ میں ذمہ داری سے یہ بات کہوں گا کہ یہ کوئی جہاد ہے اور نہ ہی اس کا اسلام سے کوئی تعلق ہے ہم اس کی جتنی بھی مذمت کریں وہ کم ہے۔ آپ کی بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر آمنہ بٹر صاحبہ!

ڈاکٹر آمنہ بٹر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے باقی تمام ساتھیوں کی طرح ڈی۔ جی۔ خان میں ہونے والے اس واقعہ کی مذمت کرتی ہوں اور ان تمام دہشت گردی کے واقعات کی مذمت کرتی ہوں جن کا ہم پچھلے چند سالوں سے نشانہ بنے ہوئے ہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی کی ہماری قائد محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) اس کا نشانہ بنی ہے۔ ہم یہ کبھی بھی نہیں بھلا سکتے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس کی جتنی بھی بھرپور مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ پھر یہ بات ہے کہ ہم جب بھی ان کو اخبار میں پڑھتے ہیں یا West کے تجزیے میں پڑھتے ہیں کہ religious extremism، مذہبی انتہا پسندی ان کو نہیں کہنا چاہئے کیونکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ مذہب ایک انتہا form میں یا extreme form میں اس کی اجازت دیتا ہے اور کوئی بھی مذہب خاص طور پر اسلام کسی بھی form میں اس کی اجازت نہیں دیتا ہے اس لئے ان لوگوں کو مذہبی انتہا پسند نہیں کہنا چاہئے۔ ان لوگوں کو کہنا چاہئے کہ یہ abandon of religion ہیں، یہ مذہبی بے راہ روی ہے، یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں، کسی بھی حالت میں مسلمان نہیں ہیں کیونکہ قرآن شریف کا سب سے پہلا لفظ "اقراء" ہے اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جو لڑکیوں کے سکولوں پر جا کر دہشت گردی کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو ہسپتالوں میں حملے کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں کہ جب عام لوگ کسی cultural centres میں اکٹھے ہوئے ہوتے ہیں تو یہ وہاں پر suicide bombing کرتے ہیں، یہ کون لوگ ہیں کیونکہ کس کو نقصان پہنچ رہا ہے؟ میریٹ ہوٹل پر اگر حملہ ہوا تو کس کو نقصان پہنچا؟ جانیں جن کی گئیں وہ کون تھے؟ پاکستانی تھے، ہزاروں لوگ جن کی نوکریاں چلی گئیں، جن کے گھروں کے چولہے بجھ گئے وہ کون لوگ تھے؟ وہ پاکستانی لوگ تھے۔ یہ ہرگز مسلمان ہیں، نہ یہ پاکستانی ہیں، پتا نہیں کہ یہ کون لوگ ہیں جو ہمارے ملک میں آکر دہشت پھیلا رہے ہیں اور ہمیں اس سے تمام پاکستانی عوام کو، تمام پارٹیوں کو اپنے اختلافات مٹا کر متحد ہونا ہے اور سیاسی مفاد حاصل نہیں کرنا ہے۔ صرف یہی نہیں کہنا کہ یہ وفاقی حکومت کا فرض ہے، یہ فلاں کا فرض ہے، جب پہلے یہ واقعات ہوتے تھے، کہیں up north ہوتے تھے تو ہم کہتے

تھے کہ اس کا مجھے کوئی نقصان نہیں میں کیا کروں؟ اب ہمارے شہر میں ہو رہے ہیں پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ سنٹر کا فرض ہے، یہ صوبے کا فرض نہیں ہے، یہ ہم سب کا فرض ہے، ہم سب جو اپنے آپ کو پاکستانی کہتے ہیں، چاہے ہم سیاست میں ہیں یا نہیں ہیں، ہمارا فرض ہے کہ ہم سب مل کر ان لوگوں کو اپنے ملک سے نکالیں، ہم انہیں ڈھونڈیں اور انہیں سخت سے سخت سزا دیں اور ہم یہ فیصلہ کریں کہ یہ دہشت گردی کے خلاف جنگ نہیں ہے کیونکہ مارٹن لوتھر کنگ نے کہا ہے کہ:

Darkness cannot end darkness only light can do that. Hate cannot end hate only love can do that.

یہ امن کے لئے جدوجہد ہے جو ہم سب کو مل کر کرنی پڑے گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ثناء اللہ مستی خیل صاحب!

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ اس ڈیرہ غازی خان واقعہ کی جتنی بھی بھرپور مذمت کی جائے کم ہے۔ یہ انسانیت سوز، ہولناک، وحشت ناک واقعہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا، یہ کسی انسان کا ایکٹ بھی نہیں ہو سکتا۔ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک شخص کا قتل پوری کائنات کا قتل ہے۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ایک مسلمان کا قتل بلکہ آپ نے فرمایا تھا کہ ایک شخص کا قتل پوری کائنات کا قتل ہے اور آپ کے خلیفہ دوئم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہ فرمایا تھا کہ "اگر دریائے فرات کے کنارے کتا بھوک سے مر جائے گا تو روز محشر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باز پُرس ہوگی۔"

جناب سپیکر! اسلام سلامتی کا مذہب ہے، امن کا مذہب ہے،

Islam is a religion of brotherhood; Islam is a religion of equality.

میں نے جیسے کہا ہے کہ ایک کلمے کو ماننے والے، ایک قرآن کو ماننے والے، ایک رسول کو ماننے والے سے میں یہ توقع نہیں رکھتا کہ وہ یہ act کریں گے۔ جہاں تک تعلق اس واقعہ کے پیچھے ہے تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مشرف کی جو پالیسی تھی، ان کی جو continuity ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جو امریکن پالیسی کا یہ تسلسل ہے یہ ان کا reaction بھی ہو سکتا ہے لیکن اس کے reaction کا ہرگز ہرگز یہ مقصد نہیں ہے کہ آپ انسانیت کی تذلیل کریں، انسانیت کی قتل و غارت کریں کیونکہ دنیا کا کوئی مذہب، کوئی فلسفہ کوئی چارٹر اجازت نہیں دیتا کہ آپ ایسا کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے پیچھے

موساد اور راء جو ہیں وہ بھی involve ہو سکتی ہیں۔ان کی involvement کو ہم rule out نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر!جیسا کہ آپ کو بخوبی علم ہے کہ یہ مہینہ صفر المظفر کا ہے کہ مصیبتوں کا مہینہ ہے، آفات کا مہینہ ہے، ہم تمام مسلمانوں کو توبہ تیب کرنی چاہئے اور خیرات وغیرہ کرنی چاہئے۔اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے لیکن میں اس موقع پر اپنے مشائخ عظام، علمائے کرام اور دینی مکاتب فکر کے لوگوں سے گزارش کروں گا کہ وہ ایک سیمینار کروائیں اور یہاں پر متفقہ طور پر ایک فتویٰ دلائیں کہ کیا اسلام کسی شخص کے قتل کی اجازت دیتا ہے، کیا ایک شخص کے قتل کی اسلام میں اجازت ہے؟ اس کے بارے میں، میں چاہتا ہوں کہ ہمارے علمائے کرام بھائیوں کو اس پر توجہ دینی چاہئے اور ایک متفقہ فتویٰ آنا چاہئے کہ یہ دہشت گردی کے جو حملے ہیں یہ حرام ہیں اور اسلام کے عین خلاف ہیں۔

جناب سپیکر!جہاں تک پولیس کا تعلق ہے تو اگر ہمارے اس معزز ہاؤس کا ایک ایم پی اے پولیس کے شکنجوں سے محفوظ نہیں ہے، پرسوں میں "دنیا" ٹی وی اور "وقت" نیوز پر دیکھ رہا تھا کہ جس طرح گوجرانوالہ کے اندر روڈ پر پولیس کے لوگ چھتر لگا رہے تھے، یہ question mark ہے، اس پر ایکشن ہونا چاہئے، کسی تھانیدار کو معطل نہیں ہونا چاہئے، کسی ایس آئی کو معطل نہیں ہونا چاہئے، وہاں کے ڈی آئی جی اور ایس پی کو معطل ہونا چاہئے۔یہ ہمیں کہاں لے کر جا رہے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ہم جتنی بھی مذمت کریں یہ کم ہے، بہت مہربانی، بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:اس وقت میرے پاس شمسہ گوہر صاحبہ، الیاس چنیوٹی صاحب، صغیرہ اسلام صاحبہ، علی اصغر منڈا صاحب، شمیلہ اسلم صاحبہ کے نام ہیں لیکن ایک بج گیا ہے اور اب جمعہ کا ٹائم ہے۔ ابھی میں نے قرارداد کو put بھی کرنا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:منڈا صاحب!لسٹ میں آپ کا نام تین چار مقررین کے بعد آ رہا ہے۔جمعہ کا ٹائم ہو گیا ہے اگر جمعہ نہ ہوتا تو میں ٹائم بڑھا دیتا۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو پتا ہے کہ یہاں جمعہ ایک بجے ہوتا ہے اور سب نے جمعہ پڑھنا ہے۔اگر میں شروع بھی کروں تو پھر بھی آپ کا نمبر تو اگلی لسٹ پر آ رہا ہے اس لئے سب سے معذرت کرتا ہوں۔لہذا اب میں question put کرتا ہوں۔یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان ڈیرہ غازی خان میں ماتمی جلوس کے دوران بم دھماکے کی پُرزور الفاظ میں شدید مذمت کرتا ہے۔یہ ایوان سمجھتا ہے کہ یہ دھماکہ صوبہ پنجاب اور اسلام کے خلاف وطن عزیز کے دشمنوں کی سازش کا شاخسانہ ہے اور یہ ایوان اس دھماکہ کی آڑ میں مذہبی ہم آہنگی میں نفرت پیدا کرنے کی جو کوشش کی گئی ہے اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان اس دھماکہ میں جاں بحق ہونے والے معصوم شہریوں کے اہل خانہ کے غم میں برابر کا شریک ہے اور خداتعالیٰ سے مرحومین کی بلندی درجات کے لئے دعاگو ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جیسے آپ سب کو پتا ہے کہ آج کے دن کے بزنس میں اس کے بعد تحاریک التوائے کار تھیں اور پھر سالانہ بجٹ کے سلسلے میں پری بجٹ 10-2009 پر اراکین سے پیشگی بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث کا آغاز مورخہ 4-فروری 2009 کو ہوا تھا۔بحث کا آغاز وزیر خزانہ کی تقریر سے ہوا تھا، آج بھی بحث جاری رہنی تھی اور اس کے لئے لسٹ میرے پاس موجود تھی لیکن چونکہ اب ہاؤس کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ اس لئے یہ بحث اور تحاریک التوائے کار اگلے اجلاس Monday تک carry forward کی جاتی ہیں۔اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 9-فروری 2009 سہ پہر تین بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔